ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت
ملتان

7 شعبان 1433ھ ـــــ جولائی 2012ء

- وزارتِ عظمیٰ کی میوزیکل چیئر اور عوام کی حالتِ زار
- ایک مہاتیر کی ضرورت

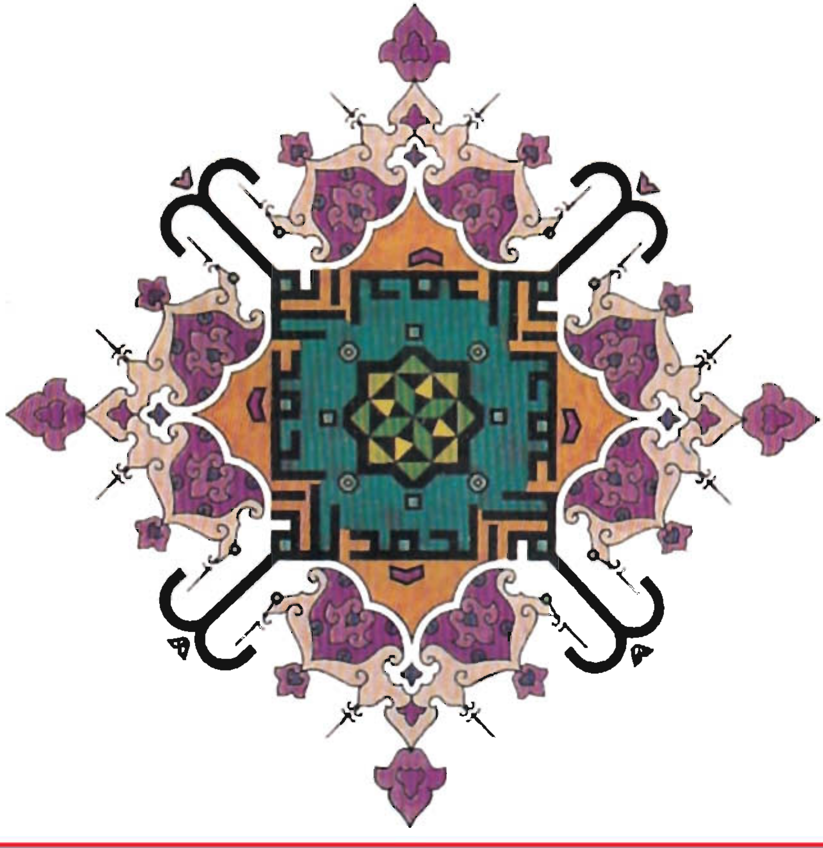

- اللہ کے احسانات اور ہماری نافرمانیاں
- قادیانیت: نبوتِ محمدی ﷺ کے خلاف سازش
- سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا شرفِ صحابیت
- مرزا قادیانی کے متضاد دعوے
- دو "ابوسفیان" رضی اللہ عنہما
- دارِ بنی ہاشم میں دس روزہ ختم نبوت کورس

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ـــــ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مدرسہ معمورہ

بانی: سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

قائم شدہ: 28 نومبر 1961ء

دارِ بنی ہاشم

مہربان کالونی ملتان

خصوصیات

★ الحمدللہ مدرسہ معمورہ اپنے تعلیمی وفکری سفر میں ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے
★ اس سال درجہ متوسطہ سے درجہ سادسہ تک داخلے ہوئے ★ دارالافتاء کا قیام عمل میں آیا
★ انگلش، عربی لینگویج کے لیے خصوصی کلاسز ★ میٹرک کا امتحان درجہ اولیٰ کے ساتھ
★ صرف ونحو کا، ماہر اساتذہ کی نگرانی میں اجراء ★ قیام وطعام، وظیفہ اور علاج کی سہولت
★ علمی، فکری، اخلاقی اور روحانی تربیت ★ تقریر وتحریر کی تربیت ★ لائبریری
★ ماہانہ مجلس ذکر ★ سالانہ ختم نبوت کورس ★ طالبات کے لیے جامعہ بستانِ عائشہ میں حفظ وناظرہ قرآن، درسِ نظامی اور پرائمری، مڈل شعبوں میں تعلیم جاری ہے

تعمیری منصوبے

• دارالقرآن • دارالحدیث • دارالمطالعہ اور دارالاقامہ کے لیے 24 کمروں پر مشتمل دومنزلہ عمارت کی تعمیر شروع کی جارہی ہے۔ لاگت فی کمرہ تین لاکھ روپے ہے۔ صدقہ جاریہ میں حصہ لیں اور نقد وسامانِ تعمیر دونوں صورتوں میں تعاون فرما کر اجر حاصل کریں۔
نیز طلباء کی ضروریات کے لیے زکوٰۃ وعشر، صدقات اور عطیات سے تعاون فرمائیں۔

ترسیل زر:
بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری مدرسہ معمورہ
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2-3017 یو بی ایل کچہری روڈ ملتان
بذریعہ آن لائن: 2-3017-010 بینک کوڈ: 0165

رابطہ
061 - 4511961
0300-6326621
majlisahrar@yahoo.com
majlisahrar@hotmail.com

الداعی الی الخیر
ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری
مہتمم
مدرسہ معمورہ ملتان

ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

جلد 23 شمارہ 07 شعبان 1433ھ — جولائی 2012ء

Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411

فیضانِ نظر —— حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی —— ابن امیر شریعت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

مدیرِ مسئول —— سید محمد کفیل بخاری
kafeel.bukhari@gmail.com

رُفقائے فکر ——
عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد
مولانا محمد مغیرہ • محمد عمر فاروق
قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس
سید صبیح الحسن ہمدانی
sabeeh.hamdani@gmail.com
سید عطاء المنان بخاری
atabukhari@gmail.com

تزئین —— محمد نعمان سنجرانی
nomansanjrani@gmail.com

سرکولیشن منیجر —— محمد یوسف شاد 0300-7345095

زرِ تعاون سالانہ

اندرون ملک —— -/200 روپے
بیرون ملک —— -/1500 روپے
فی شمارہ —— -/20 روپے

ترسیل زر بنام: ماہنامہ نقیب ختم نبوت
بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100
بینک کوڈ 0278 یو بی ایل ایم ڈی اے چوک ملتان

رابطہ: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
☎061-4511961

بیاد: سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری قدس اللہ سرہ

بانی: ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب

دل کی بات:	وزارتِ عظمیٰ کی میوزیکل چیئر اور عوام کی حالتِ زار	مدیر	2
شذرہ:	دارِ بنی ہاشم میں دس روزہ ختم نبوت کورس	مدیر	3
//	حاجی فیاض حسن سجاد کی رحلت	عبداللطیف خالد چیمہ	4
افکار:	ایک ”مہاتیر“ کی ضرورت	توصیف احمد	6
دین و دانش:	اللہ کے احسانات اور ہماری نافرمانیاں	حسین الرحمٰن	9
//	خلیفۂ راشد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا شرفِ صحابیت	پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی	11
//	دو ابوسفیان..... دونوں ہی کامیاب و کامران	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	22
//	سزائے شاتمِ رسول، ارتداد اور اسلامی روایت کی توجیہ	مولوی احسن احمد عبدالشکور	25
شخصیت:	سیدہ بنتِ امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہا	بنت مولانا نصیر الدین	34
آپ بیتی:	ورق ورق زندگی (قسط:۱۴)	پروفیسر خالد شبیر احمد	36
شاعری:	غزل	پروفیسر خالد شبیر احمد	42
مطالعۂ قادیانیت:	قادیانیت، نبوتِ محمدی ﷺ کے خلاف خطرناک سازش	مولانا غیاث الدین دھام پوری	43
//	مرزا قادیانی کے متضاد دعوے	مولانا مشتاق احمد چنیوٹی	48
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں	ادارہ	55
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	63

www.ahrar.org.pk
www.alakhir.com
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ شعبۂ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

دل کی بات　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　مدیر

وزارتِ عظمیٰ کی میوزیکل چیئر اور عوام کی حالتِ زار

۱۹؍ جون ۲۰۱۲ء کو چیف جسٹس آف پاکستان مسٹر افتخار محمد چودھری نے سپریم کورٹ کا ایک مختصر فیصلہ سناتے ہوئے سزا یافتہ وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی کو پانچ سال کے لیے نا اہل قرار دے دیا اور ان کی قومی اسمبلی کی رکنیت ختم کردی۔ الیکشن کمیشن نے نا اہلی کا نوٹی فکیشن جاری کردیا۔ قومی اسمبلی نے گیلانی کے متبادل پرویز اشرف کو وزیر اعظم منتخب کرلیا جو رینٹل پاور سکینڈل میں چار سو ارب کی کرپشن کے الزام کے حامل ہیں۔ عوام نے انہیں ''راجہ رینٹل'' کے خطاب سے نوازا ہے۔ وزارتِ عظمیٰ کے سابق امیدوار اور سابق وزیر صحت مخدوم شہاب الدین اور سابق وزیر اعظم گیلانی کے فرزند دلبند علی موسیٰ گیلانی ممنوعہ کیمیکل، ایفی ڈرین سکینڈل میں پولیس کو مطلوب ہیں۔ سابق وزیر اعظم گیلانی اور ان کے خاندان پر بدعنوانی اور لوٹ مار کے سابقہ تمام ریکارڈ توڑنے کے الزامات زبان زدِ عام ہیں۔ اس شعبے میں جناب صدر زرداری کا مرتبہ تو اتنا بلند ہے کہ پوری پیپلز پارٹی ان کی گردِ پا کو بھی نہیں پہنچ سکتی۔ وطن عزیز میں عالمی استعماری قوتوں کی مداخلت، بازیگری اور شعبدہ بازی کا کمال یہ ہے کہ

کیسے　کیسے　،　ایسے　ویسے　ہوگئے
ایسے　ویسے　،　کیسے　کیسے　ہوگئے

اس وقت حکومت بہ ظاہر عدلیہ کے ساتھ تصادم کے موڈ میں ہے۔ سپریم کورٹ نے سابق وزیر اعظم گیلانی کو ۲۶؍ اپریل سے سبک دوش قرار دیا تو صدر زرداری نے ۲۶؍ اپریل سے ۱۹؍ جون ۲۰۱۲ء تک کے اقدامات کی بحالی اور تحفظ کا آرڈی نینس جاری کردیا۔ ابھی این آر او، میمو سکینڈل، سوئس حکام کو خط، حارث سٹیل مل اور ایفی ڈرین کیس جیسے مقدمات کا فیصلہ باقی ہے۔ یہ کہنا قبل از وقت بھی ہے اور مشکل بھی کہ کرپشن، وعدہ خلافی اور جھوٹ کے عالمی ریکارڈ قائم کرنے والی حکومت ختم ہوتی ہے یا عدلیہ کو شکست دینے کا ریکارڈ برقرار رکھ کر اپنی مدت پوری کرتی ہے۔ البتہ یہ بات طے شدہ ہے کہ حکومت اور عدلیہ کے تصادم میں ملک کا بہت نقصان ہوگا۔ عوام اسی طرح مسائل کے بھنور میں پھنسے رہیں گے۔ نئے وزیر اعظم نے اپنی سابقہ وزارت کے دور میں بار بار وعدے کیے کہ بجلی کا بحران جلد ختم ہوجائے گا۔ لوڈ شیڈنگ ختم کردی جائے گی لیکن کوئی وعدہ پورا نہ ہوا۔ لوڈ شیڈنگ نے عوام کی زندگی اجیرن کردی۔ لوگ پینے کے پانی تک سے محروم ہوگئے۔ اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے لوڈ شیڈنگ کے باوجود بجلی کے بلوں میں اضافہ روز افزوں ہے۔ گیس کے بحران نے عوام کے چولہے ٹھنڈے کردیے اور سی این جی کے بحران نے پہیہ جام کردیا۔ وزیر اعظم فرماتے ہیں کہ ''پارلیمنٹ صرف عوام کو جواب دہ ہے'' کون سے عوام اور کون سی پارلیمنٹ، اور کیسی جواب دہی؟ دنیا میں اس سے بڑا دھوکہ، فراڈ اور جھوٹ کوئی نہیں۔ یہ سرمایہ دارانہ استحصالی اور ظالمانہ نظام کے ہتھکنڈے اور تحفے ہیں۔

موجودہ نظام ریاست وسیاست میں یہی کچھ ہوگا۔ جب تک اس نظام کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک نہیں دیا جائے گا تب تک عوام کی یہی حالت زار رہے گی۔ چہرے بدلتے رہیں گے اور وزارتِ عظمیٰ کی میوزیکل چیئر کا کھیل جاری رہے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور دین سے بغاوت کی سزا اور عذاب ہے۔ جو توبہ واستغفار اور شیطانی نظام سے مکمل بغاوت کے بغیر ٹل نہیں سکتا۔

دس روزہ سالانہ تحفظِ ختم نبوت کورس:

مجلس احرار اسلام اور تحفظ ختم نبوت کی جدوجہد لازم وملزوم ہے۔ قیام پاکستان سے قبل مجلس احرار اسلام نے سیاسی ودینی دونوں محاذوں پر نہایت جرأت مندانہ کردار ادا کیا۔ تحریک آزادی کو کامیابی سے ہم کنار کرنے کے ساتھ ساتھ دینی محاذ پر اسلام کے بنیادی عقیدے تحفظ ختم نبوت کے لیے بھی بے مثال جدوجہد کی۔

۱۹۳۴ء میں مرکز کفر وارتداد ''قادیان'' میں مرکز ختم نبوت قائم کیا اور قادیانیوں کی گمراہ کن سرگرمیوں کا راستہ روکا۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور ان کے رفقاء احرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، چودھری افضل حق، مولانا محمد حیات، مولانا لعل حسین اختر، مولانا عنایت اللہ چشتی، ماسٹر تاج الدین انصاری اور شیخ حسام الدین رحمہم اللہ نے وقتاً فوقتاً قادیان میں پرچم ختم نبوت بلند کیا۔ انہوں نے تحریر وتقریر کے ذریعے مسلمانوں میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور تردید قادیانیت کا شعور بیدار کیا۔

مجلس احرار اسلام نے قیام پاکستان کے بعد اپنی تمام توانائیاں اور سرگرمیاں محاذِ ختم نبوت کے لیے وقف کردیں۔ حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر ملتان میں دار المبلغین قائم کیا گیا اور مبلغینِ ختم نبوت تیار کرنے کے لیے فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیات کو استاد مقرر کیا گیا۔ حضرت مولانا لعل حسین اخترؒ کو قادیانیت کے تعاقب کے لیے بیرونِ ملک خدمات انجام دینے کی ذمہ داری سونپی گئی۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کی قربانی اور ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں کامیابی انہی اکابر کی محنتوں اور شہداء ختم نبوت کے مقدس خون کا صدقہ ہے۔

جانشین امیر شریعت حضرت مولانا سید ابوذر بخاری اور حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہما اللہ کی آرزوؤں کی تکمیل ہوئی اور چند سال قبل مجلس احرار اسلام نے ملتان میں دس روزہ ختم نبوت کورس پھر سے شروع کیا۔

قائد احرار ابن امیر شریعت مولانا سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم کی سرپرستی میں ۲۳ر جون ۲۰۱۲ء سے دار بنی ہاشم ملتان میں ختم نبوت کورس شروع ہو چکا ہے۔ الحمد للہ اس مقصد میں بہت کامیابی ہوئی اور عوام میں پذیرائی ملی۔ مدارس اسلامیہ، سکولز، کالجز اور یونیورسٹی کے طلباء کی ایک کثیر تعداد اس میں شریک ہے۔

مبلغ ختم نبوت مولانا محمد مغیرہ، مولانا مشتاق احمد، مولانا محمد فواد، مفتی سید صبیح الحسن ہمدانی، مولانا محمد اکمل، مفتی عمر فاروق، مفتی نجم الحق اور دیگر اساتذہ اسباق پڑھا رہے ہیں۔ عقیدۂ ختم نبوت، رد قادیانیت کے ساتھ ساتھ دیگر موضوعات پر بھی دروس جاری ہیں۔ عقیدہ طحاویہ، حجۃ اللہ البالغہ کا منتخب نصاب، بھی پڑھایا جارہا ہے۔ مغربی فکر وفلسفہ، مغربی تہذیب، جدیدیت، تاریخ وارتقاء، گمراہ فرقے اوران کا انجام جیسے اہم عنوانات پر شعبہ تحقیق وتصنیف کراچی یونیورسٹی کے سربراہ علامہ سید خالد جامعی نے بہت مؤثر لیکچرز دیے۔ ہماری کوشش ہے کہ ایسے کورسز ہر تین ماہ بعد مختلف شہروں میں تین دن کے لیے منعقد کیے جائیں۔ آئندہ دنوں میں ان شاء اللہ اس کا اہتمام کیا جائے گا۔ احباب وقارئین سے دعاء کی درخواست ہے۔

شذرہ

حاجی فیاض حسن سجاد کی رِحلت

عبداللطیف خالد چیمہ

روز نامہ ''جنگ کوئٹہ'' کے سینئر ترین صحافی، تحفظ ختم نبوت کے مبارک محاذ کے تا دمِ زیست متحرک کارکن حاجی فیاض حسن سجاد ۶ رجون ۲۰۱۲ء بدھ کو اس دنیا سے رِحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! حاجی صاحب مرحوم کے آباؤ اجداد کا تعلق ضلع گورداسپور سے تھا، پنجاب کے علاقے مائی ٹاکرہ میں پیدا ہوئے، اِبتدائی تعلیم کوئٹہ میں حاصل کی۔ دینی شعور، شرافت اور اولوالعزمی ان کو وراثت میں ملی تھی۔ اُن کا مسکن ایک ایسا صوبہ تھا، جس پر قادیانی فتنے کی نظریں لگی ہوئی تھیں۔ تب ۱۹۵۳ء میں مجلس احرارِ اسلام کی میز بانی میں ''کُل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختمِ نبوت'' نے تحریک تحفظ ختمِ نبوت برپا کی جس سے قادیانی عزائم چکنا چور ہو گئے لیکن قادیانیوں نے بلوچستان پر نظر رکھی، ۱۹۶۸ء میں مرحوم کی کوششوں سے ژوب میں تحفظ ختمِ نبوت کے کام کے لئے ''مجلس تحفظ ختمِ نبوت'' کے کام کا آغاز ہُوا اور آج الحمدللہ پورے صوبے میں کوئی قادیانی عبادت گاہ نہیں ہے۔ کوئٹہ میں جو ایک تھی وہ بھی ۹ رمئی ۱۹۸۶ء سے تا حال سیل ہے، قافلہ احرار سے نسبت وتعلق کی وجہ سے راقم الحروف طبعاً مزاجاً تحفظ ختمِ نبوت کے کام کو زیادہ ترجیح دیتا ہے اور میرے لئے یہ سعادت ہے کہ میں نے نہ صرف ملک بھر بلکہ پوری دنیا میں کسی بھی مسلک اور کسی بھی جماعت سے تعلق رکھنے والے تحفظ ختمِ نبوت کے کارکنان سے رابطے کو حرزِ جاں بنایا ہُوا ہے۔ اِس حوالے سے حاجی فیاض حسن سجاد سے پہلا رابطہ اغلباً ۱۹۸۴ء میں اُس وقت ہوا جب میں ''شہداءِ ختمِ نبوت ساہیوال'' کے مقدمہ میں مصروف تھا۔ تب سے اُن کے انتقال پُر ملال تک ہمارے باہمی تعلق خاطر میں کوئی ایک بھی ''نشیب'' نہیں آیا بلکہ فراز ہی فراز آئے اور آتے ہی گئے۔ تحفظ ختمِ نبوت کے کام اور قادیانی ریشہ دوانیوں کے حوالے سے ممکن حد تک ملک کے ہر کونے اور دنیا کے ہر گوشے پر نگاہ رکھنے کی سعادت اللہ تعالیٰ نے عطا فرما رکھی ہے اِسی وجہ سے ہمارا ان کا دن رات رابطہ رہتا، اتنا قدردان! کہ میں بتانے سے قاصر ہوں! ہماری سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کیسے فرماتے اس پر مستقل مضمون کی ضرورت ہے۔ گزشتہ سال لاہور اپنے بھانجے کی شادی کے لئے تشریف لائے تو ولیمہ میں شرکت کے لیے دعوت دی، میرا خیال تھا کچھ دیگر حضرات بھی لازماً ہوں گے، حاضر ہُوا تو ان کے اعزہ اور گھریلو مہمانوں کے سوا صرف مجھے مدعو کیا، سوچ سوچ کر دل میں شرمندہ ہُوا بعدازاں لاہور آئے تو اہتمام کے ساتھ دفتر احرار بھی تشریف لائے جہاں میاں محمد اویس نے ان کی میزبانی کی، تکلف اور تصنع سے کوسوں دور تواضع اور توازن کے پیکر فیاض

حسن سجاد کو جب اطلاع دی کہ راقم ۲۷؍فروری کو دفاع پاکستان کونسل کی ایک میٹنگ میں شرکت کے لئے کوئٹہ آ رہا ہے تو کتنے خوش ہوئے، بار بار فون کرنا تو ان کا مستقل معمول تھا، بس سیٹ جلدی کروالیں، قیام میرے پاس ہے آپ کا! کئی لوگ اس طرح کہتے بھی ہیں اور کرتے بھی! لیکن فیاض صاحب کے کہنے میں محبت والفت کی کیفیت صرف محسوس ہی کی جاسکتی تھی۔ میں ۲۶؍فروری کو کوئٹہ ائر پورٹ پہنچا تو وہ سراپا انتظار تھے، بیٹا ارسلان اور قاری محمد حمزہ ملوک ان کے ہمراہ تھے اُن کے علاوہ دوسرے ساتھی بھی پہنچے ہوئے تھے مگر ان کے ساتھ جانے کی ہمت مجھے کیسے ہوسکتی تھی! تین دن وہ کس طرح پیش آئے اور آتے ہوئے کیسے روانہ کیا! اللہ نے توفیق وزندگی دی تو پھر کبھی لکھوں گا

''خُدا رحمت کنند اِیں عاشقان پاک طینت را''

بلاشبہ وہ ہماری سرگرمیوں کے سرپرست اور حقیقتاً میرے محسن بھی تھے۔ ہم عشق رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ڈوبے ہوئے اپنے بھائی، دوست سے محروم ہوگئے ہیں۔ اِس موقع پر ادارہ نقیبِ ختمِ نبوت اور مجلس احرارِ اسلام، مرحوم کی اہلیہ محترمہ، مرحوم کے قابل قدر فرزندان سلمان فیاض، عثمان فیاض اور ارسلان فیاض کے علاوہ ان کے وسیع حلقۂ احباب، روزنامہ ''جنگ'' کے کارپردازان اور عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت سے اِظہارِ تعزیت کرتے ہوئے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اور صدقے مرحوم کی حسنات کو قبولیت سے نوازیں اور سیئات سے درگزر فرمائیں، امین یارب العالمین۔

قارئین متوجہ ہوں

قارئین کی طرف سے اکثر یہ شکایت موصول ہوتی ہے کہ ہمیں سالانہ چندہ ختم ہونے کی کوئی اطلاع نہیں ملی اور رسالہ بند کردیا گیا ہے۔ اس شکایت کے ازالے اور قارئین کی سہولت کے لیے لفافے پر پتا کے اوپر مدت خریداری درج کردی گئی ہے۔ (زرتعاون سالانہ) اکثر قارئین کا جون ۲۰۱۲ء میں ختم ہوچکا ہے پہلے جون ۲۰۱۲ اور اب جولائی ۲۰۱۲ء کا شمارہ بھی انھیں ارسال کیا جارہا ہے۔ ایسے قارئین' جن کا زرِ تعاون ختم ہوچکا ہے براہِ کرم جولائی ہی میں اپنا سالانہ زرِتعاون ۲۰۰ روپے ارسال فرما کر نئے سال کے لیے تجدید کرالیں۔ یہ رقم منی آرڈر یا درج ذیل موبائل نمبر 0300-6326621 پر ایزی لوڈ کے ذریعے بھی بھیجی جاسکتی ہے۔ ایزی لوڈ کراتے وقت اس کا خرچ خود ادا کریں۔ ادارے کو پورے -/200 روپے موصول ہوں۔ بصورت دیگر آئندہ کے لیے رسالہ کی ترسیل سے معذرت! (سرکولیشن منیجر)

''نقیب ختم نبوت'' کی ترسیل، شکایات اور دیگر معلومات کے لیے رابطہ نمبر: 0300-7345095

ایک ''مہاتیر'' کی ضرورت

توصیف احمد

ملائیشیا میں ایلورستار نامی گاؤں کے اندر غریب فیملی میں جنم لینے والے ''مہاتیر محمد'' کے نام سے سب ناآشنا تھے۔ کوئی جاذب شخصیت تو تھا نہیں کہ سوسائٹی کے افراد کو اپنی شخصیت سے متاثر کر سکتا۔ پسماندہ علاقے، غربت میں ڈوبے خاندان، امراء کے محلات اور اربابِ اقتدار سے کوسوں دور چھوٹے سے گھر میں پیدا ہونے کے باعث شاید ان کے حاشیہ خیال میں بھی نہ آیا ہو کہ وہ اپنی زندگی میں کبھی مسندِ اقتدار پر بھی فائز ہوں گے لیکن قدرت ان پر مہربان ہونے کو تھی وقت نے انگڑائی لی، مہاتیر کی زندگی نشیب وفراز کی وادیوں میں گزرنے لگی۔ انتہائی نامساعد حالات کے باوجود اعلیٰ تعلیم کے لئے سنگاپور پہنچ گئے۔ یوں غریب گھرانے کا خانوادہ طب کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد اپنے ملک واپس لوٹ کر لوگوں کی خدمت کو اپنا وطیرہ بناتا ہے۔ 1957ء میں جذبہ خدمت سے سرشار مہاتیر محمد نے اپنے ذاتی کلینک کا باقاعدہ آغاز کیا۔ اسی کے ساتھ صحافت کے مقدس پیشے کے ساتھ اپنا ناطہ جوڑا۔ اپنے مسحور کن اندازِ تحریر سے لوگوں کو متاثر کر کے اپنے دل کی تڑپ اور کڑھن کو لوگوں تک پہنچانے کا فریضہ سرانجام دیا۔ جس کی بدولت رفتہ رفتہ مہاتیر محمد شہرت کی بلندیوں کو چھونے لگا۔ وقت کی نبض پر ہاتھ رکھتے ہوئے 1964ء میں مہاتیر محمد نے الیکشن میں حصہ لیا اور پارلیمنٹ کے ممبر منتخب ہو گئے۔ مہاتیر کا عوامی وملی خدمت کا جذبہ برابر بام عروج پر رہا۔ 1974ء میں دوبارہ الیکشن میں اسی پارٹی کے ٹکٹ سے بھاری اکثریت سے دوبارہ منتخب ہو کر وزیر تعلیم کا عہدہ حاصل کیا۔ ترقی کے زینے طے کرتے کرتے چار سال کے بعد نائب وزیر اعظم بنے۔ 1981ء میں ملک وملت کو چار چاند لگانے کے لئے ان کو وزیر اعظم بنا دیا گیا۔ پسماندہ علاقے اور غربت میں پسے ہوئے خاندان کے لوگوں کی مایوسیوں کو یک لخت ختم کر کے اپنے پورے خاندان اور احباب کو حکومت کا حصہ بنا سکتے تھے، لیکن اگر ان کی سوچ اور مؤقف کو دیکھا جائے تو بڑے بڑے آمروں اور فرعونوں کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ ان کا مؤقف تھا کہ جب تک بلا امتیاز ملک بھر کے محروم طبقے کو قومی دھارے میں شامل نہیں کیا جائے گا تو اس وقت تک قوم کو ترقی کی راہ پر گامزن نہیں کیا جا سکتا۔ انہوں نے ایک آئیڈیا پیش کیا جو ان کی دلی کڑھن کا عکاس لگتا ہے۔ انہوں نے کہا: ''اگر ہم بھوکے آدمی کو ایک دن مچھلی دے دیں تو اس کا ایک دن تو اچھا گزر جائے گا لیکن اگر اس کو مچھلی پکڑنے والی

کنڈی دے دی جائے تو وہ زندگی بھر خود کفیل ہوسکتا ہے''۔ ان کے منشور میں یہ بھی تھا کہ کوئی قوم تعلیم کے بغیر ترقی نہیں کر سکتی۔ مہاتیر محمد کا نظریہ تھا کہ قرض لیکر کوئی قوم امیر نہیں بن سکتی۔ اگر ایسا ہوتا تو افریقہ یورپ جیسا ہوتا۔ انہوں نے تیز رفتاری سے اپنے ملک کو ترقی یافتہ ملکوں کی صف میں کھڑا کر دیا۔ 1990ء میں مہاتیر محمد نے تیس سالہ منصوبہ پیش کیا تا کہ مزید ترقی حاصل کی جا سکے۔ جب اس پر عمل درآمد شروع ہوا تو صرف چھ سال کی مدت میں مطلوبہ اہداف کو حاصل کر لیا۔ 24 سال تک مہاتیر محمد نے ملک وقوم کی خدمت کی۔ ملک وملت کے لئے مسلسل جدوجہد نے ان کے جسمانی اعصاب کو کمزور کر دیا تھا۔ غیر متوقع طور پر جس کو اقتدار ملے وہ کب اسے چھوڑنے کے لئے تیار ہوگا؟ لیکن مہاتیر محمد نے جب دیکھا کہ یہ بار گراں ہے۔ ملک وقوم کا حق ہے۔ ہوسکتا ہے کہ کمزوری اعصاب آڑے آئیں۔ چنانچہ انہوں نے کرسی اقتدار کو خیر باد کہہ دیا۔ جب انہوں نے حکمرانی سے معذرت کی تو اس وقت ان کی جماعت نے اپنا تاثر کچھ اس انداز میں پیش کیا ''شاید ایک ہزار سال تک مہاتیر جیسا حکمران ملائیشیا کو دوبارہ نصیب نہ ہو''۔ یہی وہ لوگ ہیں جو مر کر بھی زندہ ہیں۔

اسی تناظر میں جب ایٹمی صلاحیت سے مالا مال وطن عزیز کو دیکھا جائے تو پاکستان اور ملائیشیا میں زمین وآسمان کا سا فاصلہ نظر آتا ہے۔ ملائیشیا کا شمار ترقی یافتہ ممالک اور ملائیشین ٹائیگر سے ہوتا ہے جب کہ پاکستان غلامی در غلامی کی زنجیروں میں جکڑا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ یہاں اعلیٰ عہدوں پر مقتدر شخصیات نے اقرباء پروری کی روشن مثالیں قائم کر کے تاریخ میں سیاہ باب رقم کر دیا جس کی مثال شاید ماضی میں میسر نہ ہو۔ یہاں تعلیم کے میدان میں بلند وبانگ دعووں اور خوش نما نعروں والے تو ملیں گے جو لاکھوں روپوں کے اشتہارات میں تعلیم کا مورال بلند ہوتا دکھائی دیں گے لیکن حقیقی علم کی شمع روشن کرنے والے خال خال نظر آئیں گے۔ محکمہ تعلیم میں عالیہ انور جیسی (سپرنٹنڈنٹ جو لاکھوں روپے کی رشوت لے کر شانزے صادق کو گھر بیٹھے نقل کروانے کی ''عظیم تاریخ'' رقم کرنے والی) کالی بھیڑیں تو ملیں گی۔ یہاں وزارتِ داخلہ جیسے اہم عہدے پر سورہ اخلاص سے نابلد عبدالرحمٰن ملک جیسے بیوروکریٹ آپ کو نظر آئیں گے۔ یہاں عوام کے خون پسینے کی کمائی ناجائز اور بھاری ٹیکسوں کی صورت میں وصول کرنے والے، بھیڑیے کا دل رکھنے والے بےحس حکمران تو نظر آئیں گے جو لاکھوں ڈالر ''نذرانہ عقیدت'' کے نچھاور کر دیں گے لیکن غربت کے ہاتھوں ستائے ہوئے، مہنگائی کی چکی میں پستی عوام کا احساس وادراک رکھنے والے، غریب کو ساتھ بٹھانے والے حکمران نظر نہیں آئیں گے۔ یہاں حسب سابق پرانے چہرے نئے ماسک پہنے انقلاب کے دعویداران تو بہت نظر آئیں گے لیکن اس ملک کو حقیقی فلاحی ریاست بنانے والے آٹے میں نمک کے برابر نظر آئیں گے۔ یہاں کوڑیوں کے دام ملک وملت کی عزت کو امریکی زندان میں دھکیلنے والے ضمیر فروش حکمران تو نظر آئیں گے لیکن محمد بن قاسم کی طرح ایک مسلمان بہن کی پکار پر تڑپ اُٹھنے اور راجا داہر کو ایک مسلم عورت کی

عفت وعصمت کا درس دینے والے نظر نہیں آئیں گے۔ یہاں لارڈ میکالے کے روحانی فرزند امریکی فکر سے مرعوب نام نہاد دانشور نصابِ تعلیم سے آیاتِ قتال کو نکالنے والے تو نظر آئیں گے لیکن مستقبل کے معماروں کے اذہان کو پاکیزہ اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانے اور اس کے لیے عملی اقدامات کرنے والے بہت کم نظر آئیں گے۔ یہاں شاہانہ زندگی گزارنے والے، اپنی خواہشات کے حصول کے لیے بجلی اور گیس کی قیمتوں میں آئے روز اضافے کرنے والے عوام کی تمناؤں کا خون کرنے والے حکمران تو ملیں گے لیکن عوام کو سہولیات فراہم کرنے، ان کے دکھ درد میں شریک اور ان کے بہتر مستقبل کے ضامن حکمران نظر نہ آئیں گے۔ جس کی بدولت آج لوڈ شیڈنگ کے بھوت نے ہر طرف بسیرے ڈالے ہوئے ہیں اور صنعتی پیداوار کی بنیادیں متزلزل ہیں۔ آج صورتحال اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ سرمایہ کاری کی شرح خطرناک حد تک گر گئی ہے اور پیداواری صلاحیت بالکل ختم ہو چکی ہے۔ ملائیشیا کے مہاتیر محمد کو دیکھا جائے تو وہ ان تمام برائیوں سے پاک نظر آتے ہیں۔ اس کے برعکس پاکستان کے اربابِ اختیار کو دیکھا جائے تو یوں لگتا ہے کہ مذکورہ تمام برائیوں کے ذمہ دار یہی ہیں۔ مہاتیر محمد کے کردار کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے ایسے لوگ مر کر بھی حکومت کرتے ہیں۔ جبکہ اپنے مہربان حکمرانوں کی مثال یوں معلوم ہوتی ہے کہ ایسے لوگ حکومت کے دوران بھی مر چکے ہوتے ہیں۔

آج ملک کو بحرانوں سے نکالنے کے لئے پاکستان کو مہاتیر کی ضرورت ہے جو اپنی جان کو جوکھوں میں ڈال کر ملک وقوم کے لیے کچھ کر گزرنے کا جذبہ رکھتا ہو۔ اپنے خزانے کی تجوریاں بھرنے کی بجائے ظلم کی چکی میں پسے افراد کے بارے میں متفکر ہو۔ معیشت کے جام پہیے کو چلانے، حقیقی معنوں میں علم کی شمع کو روشن کرنے اور ملک کو ترقی یافتہ اقوام کی صفوں میں شامل کرنے کا عزمِ مصمم رکھتا ہو تا کہ ملائیشین ٹائیگرز کی طرح پاکستانی ٹائیگرز بھی تعلیمی صنعتی میدانوں میں ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکیں۔ تا کہ یہ ملک اپنا کھویا ہوا مقام دوبارہ حاصل کر سکے۔

☆......☆......☆

اللہ کے احسانات اور ہماری نافرمانیاں

حسین الرحمٰن

انسان بہت ہی ناشکرا ہے کسی بھی حالت میں خوش نہیں رہتا، اگر غریب ہے تو امیر ہونے کے خواب دیکھے گا، اگر امیر ہے تو اور زیادہ پیسہ کمانے کے خواب دیکھے گا، اگر موٹا ہے تو پتلا ہونے کی کوشش کرے گا، اگر پتلا ہے تو موٹا ہونے کی کوشش کرے گا، سردی ہوتی ہے تو بھی شکایت کرے گا، گرمی ہو تب بھی شکایت کرے گا غرض جو بھی حالت ہو کسی میں بھی خوش نہیں رہتا۔

اللہ عزوجل نے انسان کے اوپر اتنے انعامات کئے ہیں کہ ان کا شمار ہمارے بس کی بات نہیں۔ لیکن جب انسان کے اوپر ایک معمولی سی مصیبت آتی ہے تو وہ سارے احسانات بھلا کر شکوے کرنے لگ جاتا ہے کہ اللہ نے صرف مجھے ہی دیکھا ہے، جب دیکھو کوئی نہ کوئی مصیبت مجھ پہ لے آتا ہے حالانکہ یہ نہیں دیکھتا ہے کہ اتنے احسانات کے بدلے اگر وہ یہ مصیبت لے آیا تو کیا ہوا، اس پر شکر گزار ہونا چاہئے کہ اللہ عزوجل نے ہمیں یاد کیا ہے۔ اور اللہ عزوجل جب کسی بندے کے اوپر مصیبت لاتا ہے تو اس کے بہت سے مقاصد ہوتے ہیں یا تو اس بندے کے گناہ کم کرنا مقصود ہوتا ہے یا اس کے اوپر جو بڑی آفت آنے والی ہوتی ہے تو اس آفت کو اس چھوٹی مصیبت سے ٹال دیتے ہیں یا جب اللہ عزوجل کسی بندے کے درجات کو بلند کرنا چاہتا ہے تو اس کے اوپر مصیبت لے آتا ہے۔

ہم دن رات کتنی نافرمانیاں کرتے ہیں، دین کا ایسا کون سا رکن ہے جسے ہم صحیح طور پر اس کے تمام متعلقات کے ساتھ ادا کرتے ہوں۔ نمازیں ہم نہیں پڑھتے اور جو پڑھتے ہیں تو بس جان چھڑانے کی کوشش ہوتی ہے، زکوٰۃ ہم نہیں دیتے جب دیتے ہیں تو اس میں دکھلاوا مقصود ہوتا ہے، حج ہم ادا نہیں کرتے لیکن جب ادا کر لیتے ہیں تو ہر مجلس میں اس کا چرچہ کرنا اور اپنے آپ کو حاجی صاحب کہلوانا ہمارا پسندیدہ مشغلہ بن جاتا ہے، صدقہ کبھی بھول کر بھی نہیں کرتے اگر کر بھی لیں تو پوری زندگی اس غریب کے اوپر احسانات جتلاتے رہتے ہیں، وہ کون سا گناہ ہے جو ہم سے رہا ہو؟ زنا ہم کرتے ہیں، غیبت ہم کرتے ہیں، چوری ہم کرتے ہیں، بدنظری ہم کرتے ہیں، سود ہم کھاتے ہیں، بے جا تنقید، نکتہ چینی، حسد، بغض، دوسروں کو تنگ کرنا وغیرہ، غرض ایسا کوئی گناہ نہیں جسے ہم نے چھوڑا ہو۔ ان تمام گناہوں کے باوجود پھر بھی ہم شکوے کرتے رہتے ہیں۔ گھر کے حالات خراب ہیں، رشتہ نہیں مل رہا، برکت نہیں ہے، بیماریاں بہت زیادہ ہیں، سکون نہیں ہے، کاروبار میں نفع نہیں ہے وغیرہ۔ ان سب چیزوں کا سبب ہمارے اپنے اعمال ہیں، ہمارے اعمال صحیح نہیں ہوں گے تو یہ مصیبتیں و آفتیں تو ہم پہ آئیں گی۔

جب ہم پورا دن اس واحد لاشریک ذات کی نافرمانیوں میں گزارتے ہیں تو کیا اس کا احسان نہیں کہ وہ ہمیں ڈھیل دے رہا ہے، رات کو سوتے ہیں روح قبض نہیں کرتا بلکہ مہلت دے کر ہمیں صبح دوبارہ جگا دیتا ہے، رزق وافر مقدار میں دیتا ہے۔ ایسا بھی تو ہوسکتا تھا کہ ہم کوئی گناہ کرتے اور اللہ عزوجل ہمیں رزق سے محروم کردیتے مگر وہ ایسا نہیں کرتا۔ اگر ہم اس کی اطاعت کریں تب بھی وہ ہمیں کھلاتا ہے اس کی نافرمانی کریں، تب بھی ہمیں کھلاتا ہے، تو پھر ہم کیوں اس کے احسانات بھلا کر اس کی نافرمانیاں کرتے ہیں؟ معمولی مصیبت پر، اس ذات سے جس نے ہمیں پیدا کیا، گلے شکوے کرنے شروع ہو جاتے ہیں۔ ارے! اللہ عزوجل کی ذات تو ہمارے بخشنے کے بہانے ڈھونڈتا ہے، ایک بندہ پوری زندگی نافرمانی کرتے ہوئے گزارتا ہے لیکن ایک مرتبہ وہ ایک پیاسے کتے کو پانی پلاتا ہے، اللہ عزوجل اس کو اس عمل کی وجہ سے جنت میں داخل کردیتا ہے۔ ایک بندہ راستے سے کوئی موذی چیز ہٹا لیتا ہے وہ چیز جس سے لوگوں کو تکلیف تھی اس معمولی عمل کی وجہ سے اللہ اس کو جنت میں لے جاتا ہے حالانکہ پوری زندگی نافرمانی کرنا اور صرف ایک چھوٹا سا عمل کرنا اس کے لئے نجات کا ذریعہ بنا لیتا ہے۔ مسلمانوں اب بھی وقت ہے اپنے رب سے معافی مانگ لو، وہ بڑا غفور ورحیم ہے۔ اس کی نافرمانیاں چھوڑ دو، وہ تمارے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کردیگا ذرا اس کی طرف لپک کر تو دیکھ۔۔۔۔۔

اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ ہمیں اپنے نیک وصالح بندوں میں سے بنائیں۔ (آمین)

☆......☆......☆

خلیفۂ راشد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا شرفِ صحابیّت

پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی

''صحابی'' کا لفظ باتفاق اہل لغت ''صحبت'' سے مشتق ہے یعنی ساتھی ہونا، دوستی کرنا اور ساتھ زندگی گزارنا۔

''صَحِبَ'' کا اسم فاعل ''الصّاحب'' ہے۔ یعنی ساتھی اور ساتھ زندگی گزارنے والا۔ اس کی جمع ''اصحاب'' اور ''صحابہ'' ہے۔

''الصّحابی'' صحابہ کا اسم نسبت ہے۔ صحابہ کی طرف منسوب ایک صحابی یعنی وہ ایک شخص جس نے صحبت حاصل کی مگر صحبت کی کسی مخصوص مقدار سے مشتق نہیں بلکہ اس کا اطلاق ہر اس شخص پر ہوسکتا ہے جس نے کم یا زیادہ کسی کی صحبت اٹھائی ہو۔ لہٰذا صحبت کی تھوڑی یا زیادہ مقدار دونوں حالتوں پر اس کا اطلاق ہوسکتا ہے۔ اصطلاحِ شریعت میں صحابی اس شخص کو کہا جاتا ہے جس نے حالت ایمان واسلام میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی ہو اور اسلام پر ہی اس کی موت بھی واقع ہوئی ہو۔

امام بخاری (۲۵۶ھ) فرماتے ہیں کہ:

''من صحب النبیّ صلی اللّٰہ علیہ وسلم او راٰہ من المسلمین فھو من اصحابہ''

(صحیح بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی)

جس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پالی یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بحالت ایمان دیکھ لیا تو وہ زمرہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں شامل ہے۔

علاّمہ ابن حجر عسقلانی (م۸۵۲ھ) لکھتے ہیں کہ:

''انّ الصحابی من لقی النبیّ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم مؤمنا بہ و مات علی الاسلام''

(الاصابہ، جلد: اوّل، ص: ۷۔ تحت الفصل الاوّل فی تعریف الصحابی)

صحابی وہ ہے جسے بحالت ایمان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شرف ملاقات حاصل ہوا اور اسلام پر ہی اس کی موت بھی واقع ہوئی ہو۔

علاّمہ عبدالعزیز فرہاروی (م۱۲۳۹ھ) فرماتے ہیں کہ:

''من صحب النبیّ ولو ساعۃ من الایمان ومات مؤمنا'' (النبراس شرح الشرح العقائد، ص: ۵۴۶)

جس نے حالت ایمان میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی اگرچہ ایک ساعت کے لیے ہی کیوں نہ ہو اور ایمان واسلام ہی کی حالت میں وفات بھی پائی ہوتو وہ صحابی ہے۔

اس تفصیل سے یہ معلوم ہوا کہ کسی شخص کے ''صحابی'' ہونے کے لیے تین شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔

۱۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان

۲۔ اسی ایمان کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات

۳۔ اسلام ہی کی حالت میں وفات

علاّمہ ابن حجر عسقلانی نے ''صحابی'' کی مذکورہ تعریف کو ہی سب سے زیادہ جامع اور صحیح قرار دیا ہے اگرچہ بعض حضرات نے دیگر شرائط کا بھی ذکر کیا ہے مثلاً:

اس نے ایک طویل عرصہ (کم از کم ایک سال) تک شرفِ صحبت حاصل کیا ہو، یا حدیث کی روایت کی ہو، یا کسی غزوہ میں شرکت کی ہو، یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حصولِ علم وعمل کے لیے اختیار کی ہو یا حالت شعور یا حالت بلوغ میں ملاقات کی ہو۔

صحابی کی معرفت:

محدّثین کرام اور علمائے اسماء الرجال نے صحابی کی معرفت کے لیے حسب ذیل طریقے یا اصول متعین کیے ہیں:

۱۔ ایسا شخص جس کا صحابی ہونا تواتر سے ثابت ہو جیسے عشرہ مبشرہ اور اکابر صحابہ رضوان اللہ علیہم۔

۲۔ ایسا شخص کا صحابی ہونا مشہور ہو یا مشہور روایات سے ثابت ہو اگرچہ تواتر کے درجہ تک نہ پہنچا ہو مثلاً ضمام بن ثعلبہ اور عکاشہ بن محصن۔

۳۔ کوئی مشہور صحابی کسی شخص کے صحابی ہونے کی شہادت دے جیسے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ حممہ بن ابی حممہ دوسی صحابی ہیں۔

اسی طرح کسی صحابی کا یہ کہنا کہ میں فلاں شخص کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سامنے فلاں شخص سے گفتگو فرمائی۔

۴۔ اس کا صحابی ہونا خود اس کے اپنے قول سے ثابت ہو بشرطیکہ یہ دعویٰ ممکن ہو۔

۵۔ اس کا صحابی ہونا تابعی کے قول سے ثابت ہو اور وہ شخص ایسے زمانے تک بقید حیات رہا ہو جس سے اس کے صحابی ہونے کا امکان پایا جاتا ہو۔ علماء نے یہ زمانہ ۱۱۰ھ تک مقرر کیا ہے اس کے بعد کوئی شخص صحابی ہونے کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان سعادت مند حضرات میں شامل ہیں جن پر مفسّرین، محدّثین، اصولیّین، متکلّمین

اور جمہور کی بیان کردہ صحابی کی ہر تعریف صادق آتی ہے۔ اسی لیے اہل سنت کے تمام طبقات بالاتفاق حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک جلیل القدر صحابی تسلیم کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب بھی تمام تر نقد وجرح کے باوجود لکھنے پر مجبور ہو گئے کہ:

''صحابی کی تعریف میں اگر چہ سلف میں اختلاف ہے مگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہر تعریف کے لحاظ سے شرف صحابیّت حاصل ہے۔'' (بحوالہ سیرت اصحابِ رسول ﷺ، ص: ۱۵۳۔ مکتبہ: تعمیر انسانیت اردو بازار لاہور)

اسی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی صحابیت اگر ''صحابی کی معرفت'' کے کسی ایک اصول یا طریقے سے بھی ثابت ہو جاتی ہے تو وہ بلا شبہ جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہی شامل سمجھے جاتے لیکن موصوف رضی اللہ عنہ تو ایک ایسے صاحبِ فضیلت ومنقبت اور عظیم المرتبت صحابی ہیں کہ ان کی صحابیّت مذکورہ بالا پانچوں طریقوں سے ثابت ہے اور ان کا صحابی ہونا اس قدر تواتر اور شہرت سے ثابت ہے کہ کم از کم کسی سُنّی عالم یا صوفی کے لیے یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ وہ ان کی صحابیّت کا انکار کر سکے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے متعلق ہر کتاب میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا بحیثیت صحابی تذکرہ موجود ہے۔ چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ طبقات ابن سعد، مؤلفہ: علّامہ محمد بن سعد (م ۲۳۰ھ) جلد ہفتم، ص: ۴۱۲۔ مطبوعہ: نفیس اکیڈمی کراچی تحت ''شام میں آنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم''

۲۔ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب لابن عبدالبر اندلسی قرطبی مالکی (م ۴۶۳ھ) جلد سوم از ص: ۳۹۵ تا ۴۰۳۔ طبع بیروت۔

۳۔ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ لابن اثیر الجذری (م ۶۳۰ھ) جلد: ۴، تحت ''تذکرہ معاویہ بن ابی سفیان''

۴۔ الاکمال فی اسماء الرجال مع مشکوٰۃ المصابیح لصاحب مشکوٰۃ شیخ ولی الدین الخطیب (م ۷۴۳ھ) ص: ۶۱۷۔ تحت معاویہ بن ابی سفیانؓ

۵۔ الاصابہ فی تمییز الصحابہ لابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) طبع بیروت جلد سوم از ۴۳۳ تا ۴۳۴۔ تحت معاویہ بن ابی سفیانؓ

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بلا واسطہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ۱۶۳ احادیث روایت کی ہیں۔ حدیث کی صحاح ستہ سمیت تقریباً ہر کتاب میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مرویّات پائی جاتی ہیں۔

کتب اسماء الرجال، طبقات الصحابہ اور سِیَرُ الصحابہ میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ذکر کے علاوہ کتب حدیث میں ان کی مرویّات کا پایا جانا ان کی صحابیت کی روشن اور واضح دلیل ہے۔

علاوہ ازیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بار بار طلب کرنا، پکارنا اور بلانا بھی ان کی صحابیت کی پردال ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ:

''اذھب ادع لی معاویۃ'' (صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والادب)

''انہ (صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم) قال لمعاویۃ اللّٰھم اجعلہ ھادیا مھدیا واھد بہٖ''

(جامع ترمذی، کتاب المناقب باب مناقب معاویہ)

''ان رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم قال لمعاویۃ اللّٰھم علّمہ الکتاب والحساب وقہ العذاب''

(تطہیر الجنان، ص:۱۶)

''یا معاویۃ ان ولّیت امرا فاتق اللّٰہ واعدل'' (حوالہ مذکورہ، ص:۱۵)

''صاحب سری معاویۃ بن ابی سفیان......'' (حوالہ مذکورہ، ص:۱۳)

''معاویۃ بن ابی سفیان احلم امتی واجودھا'' (حوالہ مذکور، ص:۱۲)

''کان معاویۃ ردف النبیّ فقال یا معاویۃ......'' (التاریخ الکبیر للبخاری جلد:۴، ص:۱۸۰)

''ادعوا معاویۃ......'' (مجمع الزوائد جلد:۹، ص:۳۵۶)

''فقال (صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم) لن یغلب معاویۃ ابداً'' (ازالۃ الخفاء، جلد:۴، ص:۵۱۸)

مزید برآں محدّثین کرام نے اپنی کتابوں میں جہاں دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل ومناقب سے متعلق ابواب قائم کیے ہیں وہیں انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب کے لیے بھی ایک مستقل باب قائم کیا ہے۔ ملاحظہ ہو جامع ترمذی جلد دوم ص:۲۴۷۔ ''مناقب معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما''

امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں کتاب المناقب کے تحت مستقل باب ''ذکر معاویہ'' کے عنوان سے قائم کیا ہے۔ اس عنوان سے بعض ''ناقدین معاویہ رضی اللہ عنہ'' نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل میں کوئی حدیث صحیح وارد نہیں ہوئی۔

امام موصوف نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہ ''قابل اعتراض'' رویہ اختیار نہیں کیا بلکہ دیگر اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کے لیے بھی یہی عنوان اختیار کیا مثلاً:

''باب ذکر عباس بن عبدالمطلب، باب ذکر عبداللہ بن عباس، باب ذکر طلحہ بن عبیداللہ، باب ذکر اسامہ بن زید، باب ذکر عبداللہ البجلی، باب ذکر حذیفہ بن یمان، باب ذکر اصہار النبیؐ منہم ابوالعاص بن الربیع، باب ذکر ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہم''

کیا ان جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں بھی یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان کی کوئی فضیلت ثابت نہیں کیونکہ امام بخاری نے ان کے اسماء کے ساتھ بھی ''مناقب'' کے بجائے ''ذکر'' کا لفظ استعمال کیا ہے۔ دراصل یہ عبارت کا تفنن

ہے کہ کہیں مناقب اور فضائل فرمایا اور کہیں ذکر فرمایا۔ اس سے مراد ''ذکر بالخیر'' ہی ہے اور ''ذکر بالخیر'' بھی فضیلت ہی ہوتی ہے۔ یہ بات ملحوظ رہے کہ حدیث میں ''صحیح'' ایک اصطلاحی لفظ ہے جس سے حدیث کی ایک خاص قسم اور درجہ مراد ہے۔ یہ لفظ اردو زبان کا صحیح نہیں جو ''غلط'' کے مقابہ میں استعمال ہوتا ہے۔ علیٰ سبیل التنزل اس خاص درجہ کی حدیث کی نفی سے اس سے نیچے کے درجہ کی حدیث کی نفی نہیں ہوتی یعنی ''حسن'' وغیرہ کے درجہ کی۔

پھر اگر بالفرض اس ''دعویٰ'' کو کسی حد تک درست بھی تسلیم کرلیا جائے تو اس سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی ''صحابیّت'' پر مطلقاً کوئی اثر نہیں پڑتا۔ کیونکہ ہزاروں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسے ہیں جن کے انفرادی وخصوصی فضائل کتب حدیث میں سرے سے مروی ہی نہیں ہیں اور ہزاروں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسے بھی ہیں جن کے حالات سے علماء اسماء الرجال اور اربابِ تاریخ وسِیَر نا آشنا ہیں۔

کیا ان تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت کا انکار کیا جاسکتا ہے؟ کیا قرآن وحدیث میں مذکور صحابہ رضی اللہ عنہم کے مجموعی اور عمومی فضائل کسی صحابی کی فضیلت ومنقبت کے لیے کم حیثیت کے حامل ہیں؟ جو لوگ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو کسی بھی حوالے سے ہدف طعن وتنقید بناتے ہیں وہ اہلِ سنّت میں سے ہرگز نہیں ہیں بلکہ ''سُنّیت'' کے لبادے میں وہ ''سبائیت'' کے ایجنٹ ہیں۔

''صحابی کی معرفت'' کا تیسرا طریقہ یہ ہے کہ کوئی دوسرا صحابی کسی شخص کے صحابی ہونے کی گواہی دے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی صحابیّت اس معیار پر بھی پورا اترتی ہے۔

اصحاب عشرہ مبشرہ سمیت تمام اکابر واصاغر صحابہ رضی اللہ عنہم حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی صحابیت کی شہادت دیتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں ایک عسکری لشکر کا امیر مقرر کر کے شام کے محاذ پر بھیجا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہدِ خلافت میں ترقی دے کر شام کا گورنر مقرر کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی حدودامارت میں دیگر علاقے شامل کر کے انہیں اس منصب پر برقرار رکھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی آگے چل کر ان کے ساتھ صلح کر کے ان کی سابقہ پوزیشن بحال رکھی۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے نہ صرف ان کے حق میں خلافت سے دست برداری اختیار کی بلکہ امورِ خلافت انہیں سونپ کر احباب سمیت ان کے ہاتھ پر باقاعدہ بیعت بھی کرلی۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی صحابیت پر مذکورہ شواہد کے علاوہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور جلیل القدر صحابی ابن صحابی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا ایک ''صریح قول'' ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے:

''فانّہ قد صحب رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم......أصاب انّہ فقیہ''

(صحیح بخاری، کتاب فضاء اصحاب النبی، باب ذکر معاویہ، رقم الحدیث: ۳۷۶۴۔۳۷۶۵)

یقیناً انہوں (یعنی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف اٹھایا ہے......

انہوں نے درست عمل کیا ہے کیونکہ وہ دینی مسائل میں فقیہ ومجتہد ہیں۔

امام ذہبی اس روایت کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ

''فھٰذہ الشھادۃ الصحابۃ بفقھہٖ و دینہ و الشاھد بالفقھہ ابن عباس'' (المنتقیٰ، ص:۳۸۸)

پس یہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی فقاہت اور دین داری کی گواہی ہے اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ جیسے لوگ ان کے فقیہ ومجتہد ہونے پر شاہد ہیں۔

اب حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت ملاحظہ فرمائیں:

''عن الحسن بن علیؓ قال سمعت علیّا یقول سمعت رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلم یقول لا تذھب الایّام واللیالی حتیٰ یملک معاویۃ'' (ازالۃ الخفاء، جلد:۴، ص:۵۱۷)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ چند دن اور راتیں نہیں گزریں گی تا آنکہ معاویہ رضی اللہ عنہ والی امر ہوجائیں گے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی صحابیّت پر حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ دونوں کا التزامی قول ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بلاواسطہ احادیث روایت کی ہیں وہاں خود ان سے بہت صحابہ رضی اللہ عنہم (حضرات ابوذر، ابن عباس، ابوسعید خدری، جریر بن عبداللہ بجلی، معاویہ بن خدیج، سائب بن یزید کندی، عبداللہ بن زبیر اور نعمان بن بشیر وغیرہم رضی اللہ عنہم اجمعین) نے بھی احادیث کی روایت کی ہے۔ جن میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے سماع عن النبیؐ کی تصریح کرتے ہیں کہ **''سمعت النبیّ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم یقول......'این علماء کم سمعت النبیّ......'**

ملاحظہ ہو صحیح بخاری کتاب العلم باب من یرد اللہ بہ خیرا، کتاب اللباس باالوصل فی الشعر، کتاب الانبیاء باب مناقب قریش۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کے علاوہ اکابر تابعین نے بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے حدیث کی روایت کی ہے مثلاً:

ابوادریس خولانی، سعید بن مسیّب، خالد بن معدان، ہمام بن منبہ، قیس بن ابی حازم، عبداللہ بن الحرث بن نوفل، عیسیٰ بن طلحہ، محمد بن جبیر بن مطعم، حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف، ابومجلز، علقمہ بن وقاص، عمیر بن ہانی، مطرف بن عبداللہ، محمد بن سیرین، عکرمہ مولیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہم۔ ملاحظہ ہو: الناہیۃ عن طعن معاویہ، ص:۱۷۔ الاصابہ، جلد:۳، ص:۴۳۴، تہذیب التہذیب تحت تراجم۔

صحابی کی معرفت کا چوتھا طریقہ یہ ہے کہ صحابی اپنا صحابی ہونا خود ظاہر کرے۔ اس طریقے کے مطابق بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی صحابیّت ثابت ہے۔ موصوف ایک مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں ء

''اِنَّکُمْ لَتُصَلُّوْنَ صَلوٰۃً لَقَدْ صَحِبْنَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ فَمَا رَأَیْنَاہُ یُصَلِّیْھِمَا وَ لَقَدْ نَھٰی

عَنْهُمَا يَعْنِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ '' (صحیح بخاری کتاب فضائل اصحاب النبی، باب: ذکر معاویہ، رقم الحدیث: ۳۷۶۶)

اس حدیث میں ''صحبنا النبی'' کے الفاظ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی صحابیت خود ان کے اپنے ''صریحی قول'' سے ثابت ہورہی ہے۔ صحابی کی معرفت کا پانچواں طریقہ یہ ہے کہ کسی شخص کا صحابی ہونا کسی تابعی کے قول سے ثابت ہوتو اس طریقے کے مطابق بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا صحابی ہونا ایک مسلّمہ حقیقت ہے۔

اوپر تابعین کی ایک فہرست دی گئی ہے جنہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے سن کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان کی ہیں جن سے ان کی صحابیت پر تابعین کی طرف سے بھی مہرِ تصدیق ثبت ہوگئی ہے۔

علاوہ ازیں حضرت عمر بن عبدالعزیز (جنہیں اہلِ سنّت بالاتفاق خلیفہ راشد کہتے ہیں) نے اپنے دورِ خلافت میں خود کسی کو کوڑے نہیں لگائے مگر ایک شخص کو جس نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی توہین کی تھی اسے کئی کوڑے مارے۔

(الاستیعاب مع الاصابہ، جلد: ۳، ص: ۴۰۳۔ الصارم المسلول لابن تیمیہ، ص: ۵۷۳)

مشہور محدث اور فقیہ امام عبداللہ بن مبارک سے کسی نے دریافت کیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ افضل ہیں یا عمر بن عبدالعزیز؟ توانہوں نے فرمایا:

''واللّٰہ انّ الغبار الّذی دخل فی انف فرس معاویة مع رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم افضل من عمر بالف مرّة صلّی معاویة خلف رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم فقال معاویة ربّنا لک الحمد فما بعد هٰذا الشرف الاعظم'' (تطہیر الجنان، ص: ۱۰۔۱۱)

اللہ کی قسم! وہ مٹی جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کے نتھنوں میں داخل ہوئی وہ بھی عمر بن عبدالعزیز سے ہزار درجے افضل ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نمازیں ادا کیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ''سمع اللہ لمن حمدہٗ'' کہا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس کے جواب میں ''ربنا لک الحمد'' کہتے تھے اس کے بعد اس سے بڑا اشرف اور کیا ہوسکتا ہے؟

مشہور تابعی حضرت حضرت معافی بن عمران سے ایک آدمی نے پوچھا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمر بن عبدالعزیز میں سے کس کا مقام بلند ہے؟ ''فغضب عضبا شدیداً وقال لا یقاس باصحاب النبیّ احد معاویة صاحبه وصهره وکاتبه وامینه علی وحی اللّٰه'' تو معافی بن عمران سخت غضب ناک ہوئے اور کہا اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں کسی اور کو قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی، برادرِ نسبتی، اللہ کی وحی کے کاتب اور امین ہیں۔'' (تطہیر الجنان، ص: ۱۰)

اس تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ علمائے اسماء الرجال نے ''صحابیت کی معرفت'' کے جتنے طریقے وضع کیے ہیں ان میں سے اگرچہ کسی ایک طریقے سے کسی کا صحابی ہونا ثابت ہوسکتا ہے لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تو وہ صحابی

ہیں کہ جن کی صحابیت ہر ہر طریقے کے لحاظ سے ثابت ہے جس کے انکار کی کم از کم کوئی مسلمان یا کوئی باشعور انسان جسارت نہیں کرسکتا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ یقیناً زمرہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں شامل ہیں اور مقامِ صحابیت کی عظمت اور جلالت کے ثبوت میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ سچا گواہ کون ہوسکتا ہے؟

اللہ تعالیٰ نے اس پورے طبقہ کو ''من حیث الطبقہ'' مقدس، پاک باطن، صالح القلب، عدول، متّقن، محفوظ من اللہ، راضی ومرضی، خیر البریّۃ، معیارِ حق وہدایت قرار دیا ہے، انہیں سچا مؤمن کہا ہے، ان کی خطائیں معاف کردی ہیں، ان کی سابقہ باہمی عداوت کو محبت ومؤدت میں تبدیل کر دیا ہے، ان کے دلوں میں ایمان کو مزیّن کر دیا ہے، انہیں کفر، فسق اور عصیان سے نفرت دلا دی ہے، انہیں ''الصادقون، الصدّیقون، الراشدوان، المہتدون، الفائزون، المفلحون'' کہا ہے اور ان کی اتباع کو لازمی قرار دیتے ہوئے ان سے غیظ رکھنے والوں کو کفار کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ یہی نہیں بلکہ ان پر غیظ کے ساتھ اپنی انگلیاں چبانے والوں کے خلاف خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بد دعا کرنے کا حکم دیا ہے:

'' وَاِذَا لَقُوْکُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَیْکُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَیْظِ قُلْ مُوْتُوْا بِغَیْظِکُمْ '' (آل عمران:۱۱۹)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعظیم وتکریم کا حکم دیا ہے انہیں جنت کی بشارتوں سے نوازا ہے، انہیں نجوم ہدایت کہا ہے، انہیں اللہ کا انتخاب قرار دیا ہے، ان کے مابین اختلافات وتنازعات کو چھیڑنے سے منع کیا ہے، انہیں برا بھلا کہنے سے سختی کے ساتھ روکا ہے، ان کے بارے میں بار بار اللہ کا خوف یاد دلایا ہے، ان سے محبت اپنے ساتھ محبت، ان سے بغض اپنے ساتھ بغض، ان کی ایذا دہی کو اپنی ایذا دہی قرار دیا ہے، ان کی تنقیص کرنے والوں کے ساتھ مناکحت، مجالست، مشاربت ومواکلت سے منع فرمایا ہے اور ایسے تبرّائی ماحول میں اپنا علم ظاہر وغالب نہ کرنے والے علماء کو اللہ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت کا مستحق قرار دیا ہے۔

امام طحاوی (م۳۲۱ھ) نے یہ اعلان کیا ہے کہ:

''ونبغض من یبغضھم و بغیر الحق یذکرھم ولا نذکرھم الاّ بالخیر''

ہم ان لوگوں سے بغض رکھتے ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بغض رکھتے ہیں اور ان کا برائی کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔ اور ہم ان کا سوائے نیکی کے ذکر نہیں کرتے۔ (عقیدۃ الطحاوی، ص:٦٦)

امام نجم الدین نسفی (م۵۳۷ھ) لکھتے ہیں کہ: ''ونکف عن ذکر الصحابۃ الاّ بخیر''

اور ہم کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذکر سے زبان بند رکھنا چاہیے سوائے کلمہ خیر کے کچھ نہ کہنا چاہیے۔ (تہذیب العقائد، ص:۱۰۳)

علاّمہ سعد الدین تفتازانی (م۷۹۲ھ) اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''وجوب الکفّ عن الطعن فیھم''

ان کے طعن سے زبان بند رکھنا واجب ہے۔ (شرح عقائد، ص:۱۱٦)

امام نووی (م ۶۷۶ھ) لکھتے ہیں کہ:

''**فانا مامورون بحسن الظن بالصحابة و نفی کل رذیلة عنهم**''

ہم صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں حسنِ ظن اوران سے ہر برائی کی نفی کرنے کے مکلّف ہیں۔

(شرح صحیح مسلم، جلد:۲،ص:۲۷۸)

شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی (۱۱۷۶ھ) لکھتے ہیں کہ:

''**ونکفّ السنتنا عن ذکر الصّحابه الّا بخیر وهم ائمتنا و قادتنا** ''اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں ہم اپنی زبانوں کو روکتے ہیں اور سوائے بھلائی اور خیر کے ان کا ذکر نہیں کرتے وہ دین میں ہمارے پیشوا و مقتدا ہیں۔

(العقیدۃ الحسنۃ مع عقیدۃ الطحاوی، ص:۹۷)

معصوم نہ ہونے کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خطاؤں سے محفوظ تھے اور جن بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے بشری تقاضے کے تحت بعض اوقات لغزشیں صادر بھی ہوئیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کی معافی کا اعلان کر دیا:

''**وَ لَقَدْ عَفَا عَنْکم**'' (آل عمران:۱۵۲)، ''**وَ لَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُم**'' (آل عمران:۱۵۵)،

''**فاعف عنهم و استغفرلهم وشاورهم فی الامر**'' (آل عمران:۱۵۹)

جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنتی ہیں ''**وَ کُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی**'' (سورۃ الحدید:۱۰)

جب اللہ تعالیٰ نے اسلام قبول کرنے کی بدولت صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ حالت کفر میں شدید ترین عداوت کو بھی باہمی مودّت سے بدل دیا ہے (**عَسَی اللّٰهُ اَنْ یَّجْعَلَ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ عَادَیْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً**۔ الممتحنۃ:۷) تو پھر وہ ذات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے باہمی نزاعات و مشاجرات (جو حالتِ اسلام میں پیش آئے) میں پیدا ہونے والی کدورت کو مودّت میں کیوں تبدیل نہیں کرے گی۔ اگر بالفرض یہ کدورت دنیا میں ان کی وفات تک دور اور زائل نہ بھی ہو سکتی ہو تو اللہ تعالیٰ کا اہلِ جنت کے متعلق یہ اعلان ہے کہ:

''**وَ نَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ**'' (الحجر:۴۷)

''**وَ نَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِل**'' (الاعراف:۴۳)

ہم ان کی کدورتوں کو ان کے دلوں سے نکال دیں گے اور وہ جنت میں تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ نے عام مسلمانوں کو یہ خوش خبریاں دیں کہ وہ ان کے ''سیّآت'' کو ''حسنات'' میں بدل دے گا۔ ''**ان الحسنات یذهبن السیّاٰت**'' (سورہ ہود:۱۱۴) یقیناً نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ ''**و من یتق الله یکفر عنه سیّاٰته**'' (الطلاق:۵) جو شخص اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے گناہ مٹا دے گا۔ ''**فاولئک یبدّل اللّٰه سیّاٰتهم**

حسنٰت ''(الفرقان:۷۰) ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دے گا۔

تو کیا وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی لغزشوں اور خطاؤں کو ''حسنات'' میں تبدیل نہیں کرے گا؟ اللہ تعالیٰ نے تو خصوصیت اور تاکید در تاکید کے ساتھ ان کے ''سیّات'' کو اس انداز کے ساتھ مٹا دینے کا اعلان کیا ہے کہ گویا وہ ''خطائیں'' وجود ہی میں نہیں آئی تھیں۔

فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَ قٰتَلُوْا وَ قُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَ لَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ. (آل عمران:۱۹۵)

اس آیت میں دو کلمات خاص طور پر قابلِ غور ہیں ایک ''**لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ**'' اور دوسرا ''**لَاُدْخِلَنَّهُمْ**'' ان دونوں میں ہر صیغہ فعل مضارع واحد متکلم کا ہے۔ یہ دونوں صیغے دراصل ''اُکَفِّرُ'' اور ''اُدْخِلُ'' ہیں۔ دونوں صیغوں کی ابتداء میں قاعدہ صرفیہ کے مطابق ''لام تاکید'' لایا گیا ہے اور دونوں کے اجراء میں نونِ ثقیلہ یعنی مشدّدہ بھی تاکید ہی کے لیے آیا ہے۔ اس طرح ہر کلمے میں دو تاکیدیں ذکر کی گئیں۔ اس طرح اس آیت میں کل تاکیدات چار ہوگئیں۔ اس لیے ہر کلمے کے ترجمے میں دو تاکیدوں کا لحاظ رکھنا چاہیے مثلاً:

''**لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ**'' کا ترجمہ یوں ہونا چاہیے کہ:

میں ضرور بالضرور ان (صحابہ رضی اللہ عنہم) کی سیّآت کو مٹادوں گا۔ اور ''**وَ لَاُدْخِلَنَّهُمْ**'' کا ترجمہ یوں ہوگا کہ:

اور میں ضرور بالضرور ان (صحابہ رضی اللہ عنہم) کو جنت میں داخل کروں گا۔

گویا زیرِ نظر آیت میں اللہ تعالیٰ نے چار تاکیدات کے ساتھ وعدہ فرمایا کہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے سیّآت کو ضرور ہی مٹادوں گا اور انہیں ضرور ہی جنت میں داخل کروں گا اور پھر فرمایا:

''**ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ**'' یہ اللہ کی طرف سے ان کے اعمال صالحہ کا نیک بدلہ ہے جس سے وہ سرفراز ہوں گے۔

یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ آیت میں تاکیدات کے ساتھ لفظ ''**لَاُكَفِّرَنَّ**'' استعمال کیا گیا ہے جس کا مادہ اور مصدر ''تکفیر'' ہے۔ امام راغب اصفہانی ''تکفیر'' کی لغوی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''تکفیر کا معنیٰ کسی چیز کا چھپانا اور ڈھانک لینا ہے اس طور پر کہ وہ چیز یا عمل گویا وجود میں آیا ہی نہیں۔''

اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سیّآت کی اس طرح پردہ پوشی فرمائیں گے کہ گویا ان سے وہ گناہ سرزد ہی نہیں ہوئے۔ پھر ان کے دخولِ جنت کا وعدہ بھی تاکیدات کے ساتھ کیا گیا ہے اور اگر تاکیدات نہ بھی ہوتیں اور صرف وعدہ ہی ہوتا تب بھی وہ کافی ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے قول اور وعدے کے خلاف نہیں کرتے۔

اس تفصیل سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوگئی ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی خطاؤں کو اللہ تعالیٰ نے معاف کر کے ان سے اپنی دائمی رضا اور جنت کا وعدہ کر دیا ہے اس لیے اب کسی بھی فرد کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ ان کی خطاؤں کو

زبان پر لائے اور انکا برائی کے ساتھ تذکرہ کرے۔ یہ ملحوظ رہے کہ یہ ان خطاؤں کا معاملہ ہے جو ’’فی الواقع‘‘ خطائیں سمجھی جاتی ہیں جیسے حضرت ماعز، امرأۃ غامدیہ، حضرت حسّان، حضرت مسطحؓ، سیدہ حمنہ، حضرت حاطب رضی اللہ عنہم وغیرہم کے واقعات۔ لیکن ان حقائق کے باوجود اُمّت کو ان خطاؤں کے بارے میں کفِ لسان اور ذکر بالخیر کا ہی حکم دیا گیا ہے۔

ان خطاؤں کے برعکس مشاجرات اور اجتہادی اختلافات پر تو حقیقت نفس الامری میں بھی گناہ یا خطاء کا اطلاق ہرگز نہیں ہوسکتا۔ پھر معلوم نہیں کہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے صرف حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں کبھی ’’خطائے منکر وخطائے عنادی‘‘ اور کبھی ’’خطائے اجتہادی‘‘ کا حکم کیوں کر لگایا جاتا ہے؟ کیا باقی سب حضرات اپنے اپنے اجتہاد میں ہمیشہ ’’مصیب‘‘ ہی تھے؟

یہ ملحوظ رہے کہ حدیث میں ’’مجتہد مخطی‘‘ کو جو ایک اجر کا مستحق قرار دیا گیا ہے وہ ’’خطاء‘‘ کی وجہ سے نہیں بلکہ کوشش کی بناء پر وہ ’’مأجور‘‘ ہے۔ ’’خطاء‘‘ تو بس خطاء ہی ہے اس پر کوئی اجر مرتب نہیں ہوتا۔ اگر اللہ معاف نہ کرے تو مخطی سزا کا حق دار ہے۔ پھر یہ بھی کوئی ضروری اور لازمی نہیں ہے کہ جسے ’’مجتہد مصیب‘‘ کہا جائے وہ حقیقت میں بھی مصیب ہو اور جسے ’’مجتہد مخطی‘‘ قرار دیا جائے وہ حقیقت میں بھی مخطی ہو۔ کیونکہ ’’مصیب‘‘ قرار دیے جانے کے باوجود ’’خطاء‘‘ کا احتمال باقی رہتا ہے اور ’’مخطی‘‘ کہنے کے باوجود ’’صواب‘‘ کا احتمال ہوسکتا ہے۔ یعنی ’صواب محتمل الخطاء‘‘ اور ’’خطاء محتمل الصواب‘‘ لہٰذا ایسی صورت میں صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک فریق یا فرد کو پورے تیقّن کے ساتھ مجتہد مخطی کہنا، کہلوانا اور دوسروں سے جبراً منوانا محض سینہ زوری اور ’’کفِ لسان‘‘ کے حکم کی صراحتاً خلاف ورزی ہے۔

اہلِ سُنّت والجماعت کے اعتقاد کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نہ صرف حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر بلکہ اصحابِ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے بعد جملہ صحابہ رضی اللہ عنہم پر فضیلت وفوقیت حاصل ہے لیکن کسی کے اجتہاد کی تصویب یا تخطیہ کا معاملہ اس کی ظاہری فضیلت کے ساتھ تو متعلق نہیں ہے۔

لہٰذا یہ کوئی ضروری نہیں کہ صاحبِ فضیلت ہر اجتہاد میں ہمیشہ مصیب ہی ہو اس کا عکس بھی ہوسکتا ہے۔ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ مصیب ہیں تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی مفضول ہونے کے باوجود مصیب کہا جاسکتا ہے۔

باری تعالیٰ اُمّتِ مسلمہ کو قبائلی تعصب اور خاندانی عناد سے محفوظ فرمائے اور ہم سب کو جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بالخصوص حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں سوءِ ظن اور بدگمانی سے بچا کر حسنِ ظن نصیب فرمائے۔ آمین۔

حق سب یار...... برحق علیؓ...... برحق معاویہؓ

دو ابوسفیان...... دونوں ہی کامیاب وکامران

ابوسفیان مغیرہ بن حارث اور ابوسفیان صخر بن حرب رضی اللہ عنہما

پروفیسر محمد حمزہ نعیم

بــان سیــوفــنــا تــر کتک عبــدا
و عبــدالــدار ســادتهــا الامــاء

''ہماری تلواروں نے تجھے غلام بنا چھوڑا اور بنی عبدالدّ ار کے کیا کہنے اُن کی سرداری اور علم برداری تو لونڈیوں کے ہاتھ میں تھی'' شاعرِ رسول سیدنا حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے مطبوعہ دیوان میں پہلے قصیدے کا یہ تیئیسواں شعر ہے۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چچازاد بھائی ابوسفیان مغیرہ بن حارث بن عبدالمطلب (بعد میں اسلام نصیب ہو گیا اور صحابیت کا عالی شان تمغہ ملا) مکّہ مکرّمہ کے بدترین دشمنانِ اسلام میں سے تھا۔ شعر وشاعری کا وصف بدرجہ اُتم پایا تھا مگر اس اچھے وصف کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو اور بدگوئی میں استعمال کرتا تھا۔ اُس کی ہجو کا جواب سیدنا حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ نہایت عمدگی سے دیتے تھے۔ نبی مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا کے پوتے اور چچازاد تھے لہٰذا یہ پہلو بھی مدنظر رکھنا ہوتا تھا۔ اس قصیدے میں سیدنا حسّان نے نہایت بلیغ انداز میں جواب دیا کہ تو شریف سردار نہیں غلام ہے۔ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم کفو کیسے ہو سکتا ہے؟ اس شعر کے دوسرے مصرعے میں سیدنا حسّان نے قریش کے ایک اور معزز قبیلے کے لتّے لیے ہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے چوتھی پشت میں دادا عبد مناف کے بھائی عبدالدّ ار کا ذکر کیا ہے۔ لڑائیوں اور جنگوں میں بنی عبد مناف کے عبشمی اموی خاندان کو قائد تسلیم کیا گیا تھا جبکہ بنی عبدالدّ ار کے پاس تمام قریش مکہ کا علم ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ حجابہ اور دارالندّ وہ بھی بنی عبدالدّ ار کے حصے میں چلے آ رہے تھے جبکہ سقایہ، رفادہ اور قیادہ بنی عبد مناف کے حصہ میں آئے تھے۔ (ازرقی، ص:٦٦) عبد مناف کے بعد جدّ النبی حضرت ہاشم سِقایہ (حُجاج کے لیے پانی کی فراہمی) اور رفادہ (حُجاج کے کھانے کے انتظام) کے ذمہ دار بنے جبکہ قیادہ (فوجی کمان) کا منصب اُن کے بھائی عبد شمس کو ملا تھا اور بعثت نبوی تک یہ اہم ترین عہدہ اسی خاندان میں رہا۔

سیدنا حسان رضی اللہ عنہ نے مذکورہ بالا شعر میں جو بنی عبدالدّ ار کو لونڈیوں کی ماتحتی کی عار دلائی ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ لواء (علم برداری) ہمیشہ بنی عبدالدّ ار کے پاس چلی آ رہی تھی۔ غزوۂ بدر میں مشرکین مکہ کے تین لواء تھے تینوں بنی

عبدالدّ ار کے ہاتھوں میں تھے (ابن سعد) اب غزوۂ احد میں ایک عبدری جوان نے جھنڈا اٹھایا وہ قتل ہو گیا تو دوسرے نے اٹھایا پھر تیسرے نے حتیٰ کہ نوعلم بردار بنی عبدالدّ ار ہی کے قتل ہوئے۔ جس کے بعد اُسی خاندان کی لونڈیاں آگے بڑھیں اور اپنے آقاؤں کی موت کے بعد مشرکین قریش کا جھنڈا اُٹھایا۔ بس اسی بات کا عار دلاتے ہوئے سیدنا حسّان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بھلا تم بھی کوئی عزت دار ہو کہ تمہارے لشکر کے سارے عبدری علم بردار تو ہماری تلواروں سے کٹ گئے اور تم قریشی سردار کہلانے والے عبدری لونڈیوں کے زیرِ علم نظر آئے۔ باندیوں کے ماتحت تم غلام ہی ہو سکتے ہو نہ کہ سردار......

ان تمام شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ قریش مکہ میں بنی عبد مناف کے ساتھ ساتھ بنی عبدالدّ ار کو بھی خاص اہمیت حاصل تھی (خیال رہے کہ اوّل معلم مدینہ، سفیر نبوت، معلم اسلام وقرآن سیدنا مصعب بن عمیر اسی عبدری خاندان ہی کے خوش نصیب فرد تھے اور یہ بھی غزوۂ احد میں ہی شہید ہوئے تھے نیز حجابہ یعنی بیت اللہ کی تولیت اور چابی برداری بھی اسی خاندان میں تھی۔ جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے روز برقرار رکھا اور وہ عثمان بن طلحہ عبدری ہی کے پاس رہی)

جناب عبد مناف کے چار بیٹے تھے۔ طبری کہتا ہے باپ کے بعد چاروں سردار ہوئے۔ ان کو تاریخ مُجبِرون کے نام سے ذکر کرتی ہے یعنی ان کی کوششوں سے قریش کی حالت درست ہوئی۔ چاروں نے ممالک عرب وعجم میں قریش کے لیے سکونت وتجارت اور دیگر سہولتیں حاصل کیں۔ ہاشم نے شاہان روم اور غسانی ملوک سے، عبد شمس نے نجاشی شاہ حبشہ سے، نوفل نے خسروایران سے اور مُطّلب نے شاہانِ حمیر سے قریشِ مکّہ کے لیے خصوصی پروانے حاصل کیے۔ اس طرح مُجبِرُون کہلائے۔ سِقایہ اور رفادہ عبد مناف سے ان کے بیٹے حضرت ہاشم کو ملا جبکہ قیادہ (جنگی خدمات) مستقلاً عبد شمس بن عبد مناف کے خاندان میں آیا۔ اسی منصب کو دیگر روایات میں قریش کی علم برداری کا نام دیا گیا جو درست معلوم نہیں ہوتا۔ اوپر عرض کر دیا گیا کہ علم برداری (لِواء) اور خدمات بیت اللہ (حجابہ) کا اعزاز تو بنی عبدالدّ ار کے پاس تھا...... تو یہ جو سردار ابوسفیان کا مخالفِ اسلام سرداروں میں نام بار بار آتا ہے یہ کیا تھا؟

معروف مؤرخ ازرقی کے بیان کے مطابق یہ عہدہ قیادۃ کا تھا۔ کئی مؤرخین نے اس عہدے کا ذکر نظر انداز کر دیا ہے اور علم ولواء لکھ دیا ہے حالانکہ سیاست میں قیادہ نہایت اہم عہدہ تھا اور عملی طور پر اس پر فائز شخص قریش کا سردار سمجھا جاتا تھا۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ عملاً مسلمان نہ ہونے اور دشمنانِ نبی کے ساتھ ہونے کے باوجود جب ابوجہل اور دوسرے بدترین دشمنانِ اسلام نبی مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم کو پریشان کرتے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ''دارابی سفیان'' ہی میں پناہ لیا کرتے تھے (الاصابہ، جلد:۲) یہی دارابی سفیان فتح مکہ کے دن پناہ گاہِ عالم قرار دیا گیا

سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا یہی گھر بیت سیدہ خدیجہ کے قریب تھا، جناب عبدالمُطّلِب کے پاس سقایہ اور رفادہ کے دو عہدے منتقل ہوئے۔ ان کے ندیم جناب حرب بن اُمیّہ بن عبد شمس کو اپنے باپ سے قیادہ کا عظیم عہدہ ملا (دیگر

سات مناصب دوسرے قریشی قبائل کے پاس تھے) حرب بن اُمیّہ کی وفات کے بعد قیادہ کا منصب ان کے بیٹے ابوسفیان صخر کو ملا۔ اسی اہمیت کی بنا پر شہزادیٔ کونین سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ابوجہل کے تھپڑ مارنے پر شکایت کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنھیں اسی ابوسفیان کے پاس بھیجا تھا۔ اور اُنہوں نے ابوجہل سے بدلہ دلوایا تھا اور اسی اہمیت کی بنا پر جب نبی مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے گھر میں شریروں کے شر سے بچنے کے لیے پناہ لیتے تو کوئی بدطینت مشرک بدمعاش آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک رسائی نہ پاسکتا تھا۔ خود ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے قبل ہجرت، اسلام قبول نہ کرنے کے باوجود کہیں ایک بار بھی زیادتی ثابت نہیں۔ نبی مکرّم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما گئے۔ تجارتی قافلہ ابوسفیان کی سربراہی میں شام گیا۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی واپسی پر چھاپہ مارنے کا ارادہ فرمایا۔ وہ خوش قسمتی سے بچ کر نکل گیا۔ غزوۂ بدر پیش آگیا، قریش کی قیادت ابوسفیان کی طے شدہ تھی اس کی عدم موجودگی میں اس کے چچا عتبہ نے قائم مقامی کی اور خود بھائی اور بیٹے سمیت محمدی ابابیلوں کے ہاتھوں مارا گیا۔ ابوسفیان بنی اُمیّہ ، بنی عبد شمس اور بنی عبد مناف تینوں بڑے قبائل کا سردار اور تمام اہل مکہ سردارانِ قریش کی جانب سے قیادہ کے اہم ترین منصب پر فائز تھا۔ ابوسفیان بن حرب کی اسلام اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف قریشی افواج کی قیادت ''اسلام دشمنی'' یا مخالفتِ رسول، ذاتی بنیادوں پر نہیں تھی بلکہ قریش اور اہل مکہ کی فوجوں کے قبائلی قائد کے طور پر تھی۔ ان کی اسلام دشمنی اور عداوت رسول بس اسی طرح کی تھی جس طرح تمام کفار بشمول ابولہب بن عبدالمُطّلِب ہاشمی، ابوجہل مخزومی اور ابوسفیان مغیرہ بن حارث ہاشمی کی تھی۔ مقدر میں سعادت تھی کہ ابو جہل اور ابولہب کے بیٹوں کو اسلام اور صحابیت کا شرف ملا۔ عمر بن خطاب کو بہت جلد اور ابوسفیان کو فتح مکہ سے ایک دن قبل دعائے رسول نے دامنِ اسلام میں لا ڈالا۔ دعائے رسول یوں تھی: ''اَللّٰھُمَّ لَا تَنْسَاھَا لِاَبِیْ سُفْیَان '' اے اللہ مجھ پر ابو سفیان کا احسان تو کبھی نہ بھلانا کہ اس نے سیدہ فاطمہ کو ابوجہل کے تھپڑ مارنے کا بدلہ دلوایا تھا۔

تیرے اصحاب سے مجھ کو محبت کیوں نہ ہو آقا
کسے اونچے، گھنے، ٹھنڈے شجر اچھے نہیں لگتے

مآخذ: ا۔ دیوان حسّان، ۲۔ ازرقی، ۳۔ طبری، ۴۔ ابن سعد، ۵۔ صحیح بخاری، ۶۔ موٹگمری واٹ (محمد ایٹ مکہ)، ۷۔ الفرقان لکھنؤ (جولائی ۲۰۰۲ء)

☆......☆......☆

سزائے شاتمِ رسول، ارتداد اور اسلامی روایت کی توجیہ

مولوی احسن احمد عبدالشکور

اسلام کی ایک بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ کسی بھی نبوت کا انکار نہ کیا جائے، بلاتفریق زمان ومکان، حق کی روشنی کا چمکارا جہاں بھی اور جس جگہ بھی پڑا ہے، اسے مانا جائے۔ کسی ایک بھی پیغمبر کا انکار سب نبوتوں کا انکار ہے، اور یہ اللہ اور رسول کے درمیان نا قابلِ معافی تفریق ہے۔ اور اللہ کو ماننے کا دعویٰ کر کے کسی بھی ایک نبی کا استہزاء، اللہ ہی کو، اللہ کی پسند کو، خدا کے انتخاب کو، اور خدا کے چناؤ کو رد کرنا ہے۔ قرآن نے جس قوت کے ساتھ اس پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے وہ غیر معمولی طور پر نہایت ہی صریح اور واضح ہے۔ قرآن میں آتا ہے:

أُولٰٓئِکَ هُمُ الْکَافِرُوْنَ حَقًّا. (سورۃ النساء،۴:۱۵۱) ترجمہ: یہ لوگ بالکل حقیقی کافر ہیں۔

اور یہ تو آیت مبارکہ کا آخری حصہ ہے، آیت کو شروع سے ملاحظہ فرمایئے ارشادِ ربّانی ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ یَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّ نَکْفُرُ بِبَعْضٍ وَّ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا. (سورۃ النساء،۴:۱۵۰)

موضوع تفصیلی بحث کا تقاضا کرتا ہے۔ مگر صرف ”یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ“ اور ”نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَکْفُرُ بِبَعْضٍ“ کے الفاظ توجہ طلب ہونا بتا کر ہم اگلے مقدمات کی طرف منتقل ہوتے ہیں۔ بہر حال! تمام انبیاء کو بلاتفریق تسلیم کرنا اسلام کی ایک ایسی خصوصیت ہے جس سے قوموں، وطنوں، طبقوں، خاندانوں اور شخصوں سے نکل کر اسے ایک بین الاقوامی مقام حاصل ہوا ہے۔ ذرا غور فرمایئے کہ یہودی بننے کے لیے صرف یہی کافی نہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوّت کا اقرار کرے، بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کرے۔ عیسائی ہونے کے لیے صرف یہی ضروری نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مانے بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرے۔ برخلاف ایک مسلمان کے کہ اس کی روح، نبوّت کے باب میں ابتداء واجراء سے لے کر انتہاء واختتام تک، انکار کے لفظ سے یکسر نا آشنا ہے۔ اس کا ملّی نظریہ یہ ہے کہ: لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ. (سورۃ البقرۃ،۲:۲۸۵)

ترجمہ: ہم اس کے پیغمبروں میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے۔

بہ الفاظ دیگر قرآن کے نزدیک ہر نبوّت کا اقرار ”اسلام“ ہے۔ اور کسی ایک نبی کا انکار بھی پورے اسلام سے انحراف ہے۔ اور کسی ایک نبی کی شان میں گستاخی نبوّت کا بدترین انکار ہے۔ اگر انکار خاموشی کی حدود میں رہے تو قانونی

گرفت میں آنے سے پہلے پہلے اس کو برداشت بھی کیا جا سکتا ہے۔ مگر توہینِ رسالت تک جا پہنچنے والے بدتر از خلق کو کسی صورت معاف نہیں کیا جاسکتا۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے محمد بن سحنون کے حوالے سے بتایا ہے:

أجمع العلماء أنّ شاتِمَ النَّبِیَّ صلّی اللّٰہ علیه وسلَّم والمتَنقّص لهٗ کافرٌ مرتدٌّ لسَبِّهٖ. والوعید جارٍ علیه بعذاب الله لهٗ. وحکمهٗ عند الأمَّة القَتْلُ و مَن شَکَّ فِیْ کفرهٖ و عَذَابهٖ کَفَرَ. (دیکھیے: قاضی عیاض، الشفا ۲: ۳۱۵، القسم الرابع، الباب الاوّل فی بیان ما هو فی حقہٖ صلی اللہ علیہ وسلم سبٌّ)

ترجمہ: محمد بن سحنون رحمہ اللہ کہتے ہیں: علماء کا اجماع ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینے والا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں تنقیص کرنے والا مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ اور اللہ کے نزدیک جو عذاب مقرر ہے اس کی وعید اس پر جاری ہو جاتی ہے۔ اور ایسے شاتم رسول کا حکم پوری امت کے نزدیک یہی ہے کہ: اسے قتل کر دیا جائے۔ اور جو شخص بھی اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''مَن سبَّ رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیه وسلّم، أو شَتَمهٗ أو عابَهٗ أو تنقَصهٗ، قُتِلَ مسلماً کان أو کافراً، ولا یُستَتَابُ''. (دیکھیے: قاضی عیاض، الشفا ۲/۲۱۶، القسم الرابع، الباب الاوّل فی بیان ما هو فی حقہٖ صلی اللہ علیہ وسلم سبٌّ)

ترجمہ: جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے، برا بھلا کہے، عیب لگائے، یا تنقیص کرے، خواہ مسلمان ہو یا کافر قتل کیا جائے گا۔ اور توبہ کرنے کو بھی نہیں کہا جائے گا۔

ذاتِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تو بہت بلند و برتر ہے۔ امّتِ مسلمہ کی غیرت تو اسے بھی برداشت نہیں کرتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کسی چیز کی بھی توہین کی جائے۔ چنانچہ ابنِ وہب رحمہ اللہ نے امام مالک رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے:

''مَن قال: أَنَّ رِدآء النّبیّ صلّی اللّٰہ علیه وسلّم (و یُروی: زُرُّ النّبیّ صلّی اللّٰہ علیه وسلّم) وَسِخٌ، أرَادَ بِهٖ عیبَهٗ، قُتِلَ. (دیکھیے: قاضی عیاض، الشفا ۲/۲۱۷ القسم الرابع، الباب الاوّل فی بیان ما هو فی حقہٖ صلی اللہ علیہ وسلم سبٌّ)

ترجمہ: امام مالک رحمہ اللہ سے نقل کیا گیا کہ انھوں نے فرمایا: جس شخص نے یہ کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر میلی ہے، (ایک روایت کے الفاظ میں چادر کی بجائے بٹن کا لفظ ہے) اور اس کا ارادہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عیب جوئی کا تھا تو اسے بھی قتل کیا جائے گا۔

اور یہ بھی کھلی کتاب کی طرح واضح ہے کہ: امتِ مسلمہ کی یہ غیرت صرف اور صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ ''لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ أَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ'' ہر مسلم کا ایمان وعقیدہ ہے۔ نبی خواہ کوئی بھی ہوں بس نبی ہونا

کافی ہے۔ان کی تعظیم، ادب اور تمام حقوق ایک جیسے ہیں۔کسی نبی کی توہین کی سزا قتل سے کم نہیں ہے۔اگر کوئی بد بخت حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام، یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شانِ اقدس میں گستاخی کی جرأت کرے گا، تو امتِ مسلمہ اُسی زور اور قوّت سے ایسے شاتم کے قتل کا فتویٰ جاری کرے گی، جس طرح حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے کے قتل کا فتویٰ جاری کرتے ہے۔خواہ یہ توہین کھلے بندوں کی گئی ہو یا مخفی طور پر۔ یہ شاتم جب بھی قانون کی گرفت میں آئے گا، قتل کی سزا سے بچ نہیں سکے گا۔ چنانچہ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے ہی نقل کیا ہے:

قال مالک رحمه الله: من سبَّ النّبیّ صلّی اللّٰه علیه وسلّم أو غیره من النّبیّین ، من مسلمٍ أو کافر ، قُتِلَ ولَم یُستَتَبْ. و قال أصبغ: یُقتَلُ علیٰ کلّ حالٍ ، أسَرَّ ذٰلکَ أو أظهرهٗ ولا یُستَتَابُ'' (دیکھیے: قاضی عیاض، الشفا، ۲/۲۱۶)

ترجمہ: امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: جو کوئی شخص مسلم ہو یا کافر، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ کے علاوہ کسی دوسرے نبی کو سبّ وشتم کرے گا۔ اُسے قتل کیا جائے گا، اور توبہ کرنے کا کہا بھی نہیں جائے گا۔ اصبغ کہتے ہیں: چھپ کر سبّ وشتم کرے یا ظاہری طور پر، ہر حال میں قتل کیا جائے گا اور اسے توبہ کرنے کو بھی نہیں کہا جائے گا۔ اس قدر بحث سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ: شاتمِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جو قرآن کہتا ہے، اور پوری امتِ مسلمہ نے اجماعی طور پر اس سے جو سمجھا ہے، وہ یہی ہے کہ:

''توہینِ رسالت کا مرتکب ہر حال میں قتل کیا جائے گا۔ نہ تو اسے یہ کہا جائے گا کہ وہ توبہ کرے اور نہ ہی اس کی توبہ قبول کی جائے گی۔''

امتِ مسلمہ کا یہ موقف نہ تو وقتی جوش کا پیدا کردہ ہے، اور نہ ہی جذباتی فیصلہ ہے، بلکہ پوری متانت، سنجیدگی اور غور و خوض کے بعد اپنایا جانے والا، جچا تُلا اور سنجیدہ موقف ہے جسے اختیار کرنے کے لیے غور و فکر اور اجتہاد کے تمام لوازمات کو پورا کیا گیا ہے۔ اور عقل ونقل کی روشنی میں نصوص کو پرکھنے کے تمام مراحل طے کیے گئے ہیں۔ اسی لیے علمائے امت جو کہ دین کے امین، شریعت کے اَسرار کے واقف کار اور علم وتعلیم وابلاغِ دین کے ذمّہ دار ہیں، اس سلسلہ میں کبھی بھی اُن کی دو رائے نہیں ہوئیں۔ ان کا متفقہ فیصلہ یہی ہے کہ شاتمِ رسول کی سزا قتل ہے۔ جس کا بالتفصیل ذکر ہو چکا ہے۔ ان واضح آیات وتصریحات کے ہوتے ہوئے کسی کا ان کے خلاف کچھ کہنا نادانی، جہل اور ناواقفیت نہیں تو اور کیا ہے؟

قرآن کی رہنمائی کے بعد اور بقدرِ ضرورت وکفایت دلائل نقل کرنے کے بعد شریعت کے دوسرے مأخذ یعنی سیرتِ نبوی علیٰ صاحبہا الصّلاۃ والسّلام سے رہنمائی لیتے ہیں۔ سیرت نبوی علیٰ صاحبہٖ اَلف اَلف صلاۃ وسلام کا تفصیلی اور گہرا مطالعہ ہمیں بتاتا ہے کہ اسلام کے ضُعف کے ابتدائی دور سے لے کر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک، جب کہ اسلام قوی ہو گیا تھا، حسبِ حالاتِ زمانہ، کئی احکام میں تبدیلی ہوتی رہی ہے۔ ایک دور ایسا بھی گزرا ہے جب ''اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ'' (سورۃ حٰم

انتظامیہ

السجدۃ، ۴۱:۳۴) کا حکم تھا، جس کی حکمت پر سیر حاصل بحث قاضی عیاض رحمہ اللہ نے الشفا میں کی ہے۔ من شاء فلیراجع.

پھر جب اسلام قوت میں آ گیا تو حکم بدل گیا۔ اور جس بد بخت کی بدزبانی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچاتی رہی، اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے حکم سے خاموش کیا جاتا رہا اور واقعی نبوّت کی توہین اگر کسی امّتی سے برداشت نہیں ہوتی تو نبی خود اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ وہ اس گناہ کے مرتکب کو برداشت نہ کرے۔ کیونکہ مسئلہ نبی کی ذات کا نہیں، نبی کی حیثیت اور نسبت کا ہے۔ اگر ایک حیثیت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم محمد بن عبداللہ ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ کریمانہ کا تقاضا یہ ہے کہ کسی مخالف، گالی گلوچ کرنے والے کو کچھ نہیں کہیں، تو وہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دوسری حیثیت میں ''محمد رسول اللہ'' بھی ہیں۔ اور کسی بھی دوسرے شخص سے پہلے آپ خود اپنی نبوّت پر ایمان لانے والے ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کو بحیثیت رسول، برا بھلا کہا جانے کے وقت، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی نسبت تقاضا کرتی ہے کہ اس مرتد وشاتمِ رسول کا وہ علاج کیا جائے جس کا وہ حق دار ہے۔ اور وہ سوائے ''تقتیل'' کے کچھ نہیں ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اقدام اپنی ذات کے لیے نہیں ہوگا، بلکہ اس فرض کی بجا آوری کے لیے ہوگا جو بحیثیتِ نبی آپ کا فرض منصبی ہے، یعنی تلاوتِ آیات وتعلیم کتاب وحکمت اور تزکیہ امّت۔ چنانچہ مسلمانوں کا ایمان اور ان کی غیرتِ ایمانی بچانے کے لیے، ہجو نگاروں کی گستاخیوں کی پاداش میں ان کا قتل روا رکھا گیا۔ بلکہ صرف یہی نہیں کہ روا رکھا گیا، بلکہ ضروری قرار دیا گیا جسے اصطلاحی زبان میں ''واجب'' یا ''فرض'' کہا جاتا ہے۔ چنانچہ علمائے سیَر نے اپنی کتب میں اور محدّثین نے کتبِ حدیث میں ایسے واقعات کو جمع کر دیا ہے جن میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر طعنہ زنی اور بد زبانی کرنے والے بدبختوں کے لیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی زبانِ حقیقت ترجمان نے قتل کا فتویٰ جاری کیا ہے، اور بنفسِ نفیس اُن جماعتوں کی تشکیل فرمائی ہے جو ایسی زبانوں کو خاموش کر دیں جو شانِ رسالت میں بکواس بکتی ہیں۔

عہدِ نبوی ہی میں جن بدبختوں نے گستاخیِ رسول کا ارتکاب کیا، اور انھیں ان کے جرم کی سزا دی گئی، اس مضمون میں ان واقعات کا استیعاب نہ مقصود ہے نہ ممکن۔ لیکن مثال کے طور پر چند واقعات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ نے الشّفا میں ایسے آٹھ واقعات کو جگہ دی ہے۔ امام عبدالرزاق صنعانی نے روایت کیا ہے:

☆ **عن عکرمة مولیٰ ابن عباس رضی اللّٰہ عنهما: أَنَّ النّبِیَّ صلّی اللّٰہ وسلّم سبَّهٗ رَجُلٌ ، فقال: من یکفینی عدوّی؟ فقال الزّبیر : أنا ، فبارزَهٗ ، فقتلهٗ الزُّبیر .** (دیکھیے: صنعانی، مصنّف عبدالرزاق، ۳۰۸/۵ برقم ۹۷۰۴)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے دشمن کو ٹھکانے کون لگائے گا؟ حضرت زبیر نے عرض کیا: میں ٹھکانے لگاؤں گا۔ چنانچہ اس شخص کو للکار کر اس کا مقابلہ کیا، اور حضرت زبیر نے اس شخص کو قتل کر دیا۔

☆ صنعانی ہی نے نقل کیا ہے کہ: ایک عورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیا کرتی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں بھی یہی کہا: میرے دشمن کو کون ٹھکانے لگائے گا؟ چنانچہ روایت میں ہے: **فخرج اِلیھا خالد بن الولید ، فقتلھا.** کہ حضرت خالد بن ولید اس عورت کے پاس گئے، اور اسے قتل کر دیا۔

(دیکھیے: صنعانی، مصنّف عبدالرزاق، ۳۰۷/۵، برقم ۹۷۰۵)

☆ علامہ صنعانی ہی نے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹا کہا ''**فبعث علیاً والزّبیر، فقال: اذھبا ، فاِن أدر کتماہ فاقتُلاہُ**'' کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کو بھیجا اور کہا: تم دونوں جاؤ، اور اگر تمھیں مل جائے تو اسے قتل کر دینا۔

(دیکھیے: صنعانی، مصنّف عبدالرزاق، ۳۰۸/۵ برقم ۹۷۰۷)

مضمون کافی طویل ہو گیا، سرِ دست تفصیل سے گریز کرتے ہوئے صرف چند مرفوع روایات کو بیان کر کے موقوف روایات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

☆ ابو رافع ایک یہودی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں چند انصار کو بھیجا تا کہ اس کا خاتمہ کیا جائے۔ چنانچہ اسے قتل کیا گیا۔

(دیکھیے: بخاری، الجامع الصحیح ۱۴۸۲/۴، برقم ۳۸۱۳، کتاب المغازی، باب قتل أبی رافع)

☆ ایک نابینا صحابی کی باندی، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کیا کرتی تھی۔ ایک رات اس نے ایسے ہی گستاخی کے کلمات کہے تو غیرتِ ایمانی سے اسے برداشت نہ کر سکے اور اسے قتل کر دیا۔ اگلے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پوچھنے پر اس کا یہ جرم بتایا: ''**کانت تکثر الوقیعة فیک وتشتُمک**'' کہ وہ آپ کی گستاخی کیا کرتی تھی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''**ألا اشھدوا اِنَّ دمھا ھَدَرٌ**'' لوگو! گواہ رہو اس موت کا خون ہَدَر رہے، یعنی اس خون کا کوئی تاوان اور بدلہ نہیں ہے۔''

(دیکھیے: نسائی، السنن، ۱۰۷/۷، برقم ۴۰۷۰۔ کتاب تحریم الدّم، باب الحکم فیمن سبّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، اور دیکھیے: أبوداؤد، السنن، ۱۷/۴/۴، برقم ۴۳۶۱، کتاب الحدود، باب الحکم فیمن سبّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

یاد رہے کہ اس عورت کا قتل ہَدَر قرار دیا گیا، حالانکہ عام حالات تو ایک طرف، جنگوں اور لڑائیوں تک میں نبوی ہدایات میں یہ تھا کہ کسی بچے اور عورت کو قتل نہ کیا جائے۔

☆ ایک یہودیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کیا کرتی تھی۔ ایک صحابی نے اس کا گلا گھونٹ کر اسے مار ڈالا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس یہودیہ کا خون بھی ہدر کر دیا تھا۔ یعنی یہ کہ اس خون کا کوئی تاوان یا بدلہ نہیں ہوگا۔ (دیکھیے: ابوداؤد، السنن، ۱۷/۴/۴، برقم ۴۳۶۲، کتاب الحدود، باب فیمن سبّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

یہ چند ایک واقعات نمونہ کے طور پر ذکر کیے گئے ہیں۔ قاضی عیّاض رحمہ اللہ نے بھی چند واقعات کا ذکر کر کے فرمایا ہے: ''**و کذٰلک أمر بقتل جماعة ممَّن کان یؤذیه من الکفّار و یسبُّه، کالنّضر بن الحارث و عقبة بن أبی معیط، وعهد بقتل جماعة منهم قبل الفتح و بعده ، فقُتلُوا اِلَّا من بادر باِسلامهٖ قبل القدرة علیه**''

قاضی صاحب نے یہی بتایا ہے کہ ایذاء رسانی کی بنا پر ایک جماعت کے قتل کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دیا تھا۔ اور فتحِ مکہ سے قبل اور بعد میں ایسے کئی افراد مارے گئے مگر وہ بچ گئے جو اسلام لے آئے تھے۔ اِلَّا کی استثنا سے دھوکہ میں نہ پڑ جائیے، یاد رکھیے کہ انہی بعض کا اسلام مقبول ہوا تھا جو قانونی گرفت میں آنے سے پہلے ہی مسلمان ہو گئے تھے جیسا کہ قاضی صاحب موصوف رحمہ اللہ نے خود ہی ''**قبل القدرة علیه**'' کے الفاظ سے اس کی صراحت کر دی ہے۔

عہدِ نبوی کا تعامل سامنے آ چکا، عہدِ صحابہ میں صحابہ کا مؤقف بعینہٖ یہی تھا۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضرت ابو برزہ اسلمی فرماتے ہیں کہ:

☆ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ آپ کسی پر غصّہ ہوئے تو اس نے آپ کو گالیاں دیں (یا بقول نسائی: برا بھلا کہا)۔

ابو برزہ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا اے رسول اللہ کے خلیفہ! مجھے اجازت دیجیے، میں اس کی گردن اڑا دوں۔ سیدنا صدیق اکبر کا جواب سننے کے قابل ہے، فرمایا ''**فلیس ذلک لأحد الا رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم**'' کہ یہ حق کہ اسے کوئی گالی دے، تو اس گالی دینے والے کو قتل کر دیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کا نہیں ہے۔ (دیکھیے: قاضی عیّاض، الشفا، ۲/۲۲۳، اور دیکھیے: ابوداؤد، السنن، ۴/۱۷۴، برقم ۴۳۶۳، کتاب الحدود، باب فیمن سبّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

☆ علامہ متقی ہندی نے نقل کیا ہے کہ:

عن ابن عمر: أُتی عمر بن الخطاب برجل سبَّ رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم، فقتَلَهٗ، ثم قال: من سبَّ رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم أو أحدًا من الأنبیآءِ فاقتلُوهُ.

(دیکھیے: متقی ہندی، کنز العمّال، ۱۳/۱۶۷، برقم ۳۵۴۶۵)

ترجمہ: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک ایسا شخص لایا گیا جو سبّ وشتمِ رسول کا مرتکب تھا، تو آپ نے اس شخص کو قتل کر دیا۔ پھر ارشاد فرمایا: جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی بھی نبی کو گالی دے (برا بھلا کہے) تو اسے قتل کر دو۔

سرِ دست علامہ اصبہانیؒ کی کتاب الامالی تو دستیاب نہیں ہو سکی، لیکن علامہ متقی ہندی رحمہ اللہ کا یہ نوٹ انتہائی وقیع ہے، کہتے ہیں: ''**أبو الحسن بن رملة الأصبهانی فی أمالیه ، وسندُهٗ صحیحٌ**''

یعنی امام ابوالحسن بن رملہ اصفہانی نے اپنے امالی میں اس حدیث کو صحیح سند کے ساتھ ذکر کیا ہے لہٰذا روایت بالکل صحیح ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فتویٰ یہ ہے: **قال: فیمن کذب علی النبّی صلی اللّٰہ علیہ وسلم: یضرب عنقہٗ.**

فرمایا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جھوٹا بتائے، (یا آپ پر جھوٹ باندھے) اس کی گردن ماردی جائے۔

اور ایک مرفوع روایت بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

''قال علیٌّ رضی اللّٰہ عنہ: أنَّ رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم قال: مَنْ سبَّ نبیًّا فاقتُلوہُ ، ومن سبّ أصحابی فاضربوہُ.'' (دیکھیے: قاضی عیاض، الشفا، ۲/۲۲۱)

ترجمہ: ''حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی بھی نبی کو گالی دے، اسے قتل کردو، اور جو میرے صحابہ کو گالی دے، اس کو مارو۔''

یہ چند نصوص اس باب میں کافی ہیں، جن سے پتہ چلتا ہے کہ توہین رسالت کے مرتکب کے بارے میں نبوت کا دوٹوک فیصلہ قتل کردینے کا ہے۔ اور اسی بات کے قائل خلفاء راشدین اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین ہیں۔ اور اس مسئلہ کو مِن وعَن پوری امتِ مسلمہ نے اپنایا ہے۔

ابن تیمیہ حنبلی رحمہ اللہ نے اپنی مشہورِ زمانہ کتاب ''**الصارم المسلول**'' میں اس موضوع پر کہ شاتمِ رسول کی سزا قتل ہے۔ بہت زوردار بحث کی ہے۔ تفصیل کے لیے مراجعت مفید ہے۔ ان کے دلائل کا خلاصہ درج ذیل نکات میں سمیٹا جاسکتا ہے۔

☆ شاتمِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ''فساد فی الارض'' کا مرتکب ہوتا ہے۔ اور اس کی توبہ سے اس بگاڑ اور فساد کی تلافی نہیں ہوتی جو اس نے لوگوں کے دلوں میں پیدا کیا ہے۔

☆ اگر توبہ کی وجہ سے سزا نہ دی جائے تو اسے اور دوسرے بدبختوں کو جرأت ہوگی کہ جب وہ چاہیں توہین رسول کا ارتکاب کریں۔ اور جب چاہیں توبہ کر کے اس کی سزا سے بچ جائیں اس طرح غیروں کو موقع ملے گا کہ وہ مسلمانوں کی غیرت کو بازیچۂ اطفال بنالیں۔

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کے جرم کا تعلق حقوق اللہ سے بھی ہے اور حقوق العباد سے بھی ہے۔

☆ حقوق اللہ کا ضابطہ یہ ہے کہ اللہ چاہے تو خود معاف کردیتا ہے۔ مگر قرآن کی واضح تصریحات سے معلوم ہو چکا ہے کہ منشائے ربّانی یہی ہے کہ توہین کے مرتکب کو قتل کی سزا ضرور دی جائے۔

☆ حقوق العباد کا ضابطہ یہ ہے کہ اس کی زیادتی اس وقت تک معاف نہیں ہوتی جب تک متعلقہ مظلوم اسے معاف نہ کردے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیاتِ مبارکہ میں اگر کسی کا یہ جرم معاف کرنا چاہتے تو معاف کرسکتے

تھے۔ مگر گزشتہ احادیث کی بنا پر یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے معاف نہیں کیا۔ لہٰذا اب اس گناہ کے حقوق العباد کی جہت سے معاف ہونے کی کوئی صورت نہیں ہے اور امّتِ مسلمہ، یا مسلمان حاکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس جرم کو معاف کرنے کا حق قطعاً نہیں رکھتے۔

☆ قتل، چوری اور زنا جیسے جرائم کے بارے میں بھی اصول یہی ہے کہ: ان کا مجرم سچّی توبہ کرلے تو آخرت کی سزا سے بچ سکتا ہے۔ مگر دنیاوی سزا سے اسی وقت تک بچ سکتا ہے جب تک قانون کی گرفت میں نہ آئے۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ قاتل، زانی، چور وغیرہ گرفتار ہو کر قانون کی گرفت میں آجائے اور یہ کہہ کر چھوٹ جائے کہ میں نے توبہ کرلی ہے۔ دنیا کی سزا اور حد کے اجراء سے وہ بچ نہیں سکتا۔ اور شاتمِ رسول کا جرم تو مذکورہ بالا تمام جرائم سے بدتر، اور زیادہ سنگین ہے۔ (دیکھیے: ابنِ تیمیہ، الصارم المسلول، ۱/۴۴۰، ومابعدہٗ)

آمدم برسرِ مطلب:

شاید مادیت کے پرستار جن کے ہاں ہر چیز کو تولنے کا معیار مادّہ ہے، امّتِ مسلمہ کے اس مؤقف کو شدت پسندی کہیں۔ مگر ایک مؤمن کے لیے تحفظِ ختمِ نبوّت، اور تحفّظ ناموسِ رسالت ایمان کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور وہ حقیقتاً اس کا دیوانہ ہوتا ہے۔ فرزانوں کو سمجھایا جاسکتا ہے بہلایا جاسکتا ہے، مگر دیوانے دیوانے ہوتے ہیں۔ جب ایک یقین کو ایمان کی حد تک اپنایا جاچکا ہو، تو یہاں افہام وتفہیم کام نہیں دیتا:

عشق گوید کہ اے محکوم غیر	سینۂ تو از بتاں مانند دیر
تا نہ داری از محمّد رنگ و بو	از درودِ خود میالا نامِ او

اس موضوع پر علمائے امّت کی تحقیق کا خلاصہ، اور ان کا مؤقف سامنے آچکا ہے۔ امّتِ مسلمہ کی چودہ صد سالہ تاریخ پر ایک سرسری سی نگاہ ڈالیے، تو پتہ چلتا ہے کہ: قرنِ اوّل سے تاہنوز علمائے امّت کی زندگیاں مطالعہ وتحقیق اور غور و فکر میں بیت گئی ہیں۔ اس چودہ سو سال کی مدّت میں صحبتِ نبوی سے سیکھ کر، پڑھ کر، سوچ کر اور مشاہدہ کر کے امّت ایک خاص سانچہ میں ڈھل چکی ہے۔ اس سانچے کو اب عرفِ عام میں ''اسلام'' کہتے ہیں۔

امّتِ مسلمہ نے جس چیز کو حق پایا ہے، اسے پورے قلبی اطمینان اور ذہنی سکون کے ساتھ اپنایا ہے۔ اب اگر کسی نے یہ سمجھا ہے کہ امّتِ مسلمہ کے عقائد، ان کی پشت پر صدیوں سے فراہم کردہ محکم دلائل، امّت کی معلومات، تحقیقات اور خیالات کو فقط اعتراضات اور پروپیگنڈے کے زور سے بدلا جاسکے گا، تو اس کے سوا کیا کہا جائے اس کا مقام احمقوں کی جنّت ہے، کچھ اور نہیں۔ اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ اس پروپیگنڈے کے دباؤ میں آکر امّتِ مسلمہ اپنا ایمان اس کے پاس رہن رکھ دے گی اور اس کے راشن کیے ہوئے خیالات اور بودے نظریات ہی کو روشن خیالی کے نام پر ظاہر کرے گی تو اسے آگاہ ہو جانا چاہیے کہ اُس نے امّتِ مسلمہ کو اپنے ترازو میں تولنے میں غلطی کی ہے۔ امّتِ مسلمہ کا دل، صداقت کے لیے تو ہمہ وقت کھلا ہوا

ہے، اور اس کی رائے کو علمی اور عقلی و نقلی دلائل سے تو بدلا جا سکتا ہے۔ لیکن حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی ختمِ نبوّت اور ناموسِ رسالت امّت کی رائے نہیں، بلکہ امّت کا ایمان ہے اور ایمان قابلِ بیع و رہن چیز نہیں ہوا کرتی۔ امتِ مسلمہ کا احساس یہ ہے کہ ''تحفظِ ناموسِ رسالت'' اس کا ایمان ہے، اور اس کا اظہار اور دفاع اس کا پیدائشی حق ہے۔ اسے دبانے کی پہلے بھی جس نے کوشش کی ہے واقعہ یہ ہے کہ وہ ناکام ہوا ہے۔ اور آئندہ بھی جو کرے گا، ان شاءاللہ ناکام رہے گا۔

یہ کیسے ممکن ہے کہ ذاتِ نبوّت سے عشق ہو، اور چھپ جائے۔ تحفّظِ ختمِ نبوّت، اور تحفّظِ ناموسِ رسالت امّت کا ایمان ہے اور ان کی پاسداری اسے خوب اچھی طرح آتی ہے۔ جو شخص بھی امّتِ مسلمہ کے ایمان پر وار کرے گا، امّت اسے کبھی معاف نہیں کرے گی، اور بہرصورت اس کا بدلہ لے کے رہے گی۔ عوام النّاس اپنے اجتماعی معاملات کا نظم و نسق چلانے کے لیے جن لوگوں پر اعتبار کر کے اختیارات ان کے سپرد کر دیں، ان ''اہلِ حکومت'' کی ذمّہ داری ہوا کرتی ہے کہ امّتِ مسلمہ کے عوام کی اجتماعی ذمّہ داریوں سے بہ خوبی عہدہ برآ ہوں کہ ان پر اعتبار ہی اس لیے کیا گیا ہے۔

دفعہ ۲۹۵۔سی کی تاریخ، اور اس کی موجودہ صورت ابھرنے تک کے تاریخی اَدوار کا جائزہ پیش نہیں کیا جا رہا۔ اس بات کی تفصیل دہرانا بھی مقصود نہیں ہے کہ جناب اسماعیل قریشی صاحب ایڈووکیٹ کی دوبارہ دائر کردہ پٹیشن کے اعتراض کہ ''توہینِ رسالت کی سزا صرف سزائے موت ہے۔'' اسے سزائے عمر قید میں تبدیل نہیں کیا جا سکتا، کو فیڈرل شریعت کورٹ نے تسلیم کر لیا تھا۔ اور دفعہ ۲۹۵۔سی کی موجودہ حتمی تحریر وجود میں آئی تھی۔

کہنا صرف یہ ہے کہ ۲۹۵۔سی امّتِ مسلمہ کا وہ ایمانی تقاضہ ہے، جسے حکومتی سرپرستی میں نافذ کرنے کے لیے امّتِ مسلمہ (خصوصاً اہلِ پاکستان) نے حکومت کے سپرد کیا ہے۔ اب اگر حکومت اس دفعہ ۲۹۵۔سی کو بدلتی، یا کالعدم کرتی ہے یا اس میں ترمیم و تحریف کرتی ہے؟ تو کیا امّتِ مسلمہ کا ایمانی تقاضہ ختم ہو جائے گا؟ جواب بالکل دوٹوک ہے کہ امّتِ مسلمہ کسی شاتم رسول کا وجود ہرگز برداشت نہیں کر سکتی۔ اگر حکومت اُس فریضہ کو پورا نہیں کرتی جسے ۲۹۵۔سی کی صورت میں اس کے ذمّہ لگایا گیا ہے، تو امّت انتہائی ناگواری کے باوجود مجبور ہے کہ دفعہ ۲۹۵۔سی نہ ہونے کی صورت میں اس فریضۂ مذہبی کو بنفسِ نفیس ادا کرے۔ لیکن یہ صورتِ حال قطعاً خوش کن نہ ہوگی کہ وہ ذمّہ داریاں جو اجتماعی ہیں اور حکومت کے پورا کرنے کی ہیں، اربابِ حلّ و عقد کی سُستی اور نااہلی، نہیں بلکہ غیر ذمّہ دارانہ رویّہ کی وجہ سے ادھوری رہیں اور امّت کے افراد کو ان کی بجا آوری پر مجبور ہونا پڑے۔

مقصود یہی بتانا تھا کہ ''اسلام کے باغی'' (خواہ وہ مرتد ہو یا شاتم رسول) کو سزا میں قتل کر دینا، قرآن کا مطالبہ ہے، سنّت کی پکار ہے اور صحابہ کرام و خلفائے راشدین کا اس پر عمل ہے۔ تابعین نے اسے اپنایا ہے اور امّتِ مسلمہ نے اجماعی طور پر اس اصول کی پاسداری کی ہے۔ اللہم سب کو اپنی مرضیّات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

و ما علینا الّا البلاغ المبین. و آخر دعوانا أن الحمد لله ربّ العالمین.

سیّدہ بنتِ امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہا

بنت مولانا نصیر الدینؒ (تلہ گنگ)

استقامت وخودداری اور ایثار وقربانی کی مجسمہ، محسنہ ومشفقہ اُمِّ شہید مکّہ، پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری وسید عطاء المؤمن بخاری کی لاڈلی بہن، امیر شریعت کی پیاری نیک بخت با سعادت بیٹی، بلند حوصلہ، با وفا و با صفا صبر وشکر کی پیکر، سیّدۃ النساء اہل الجنۃ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی روحانی بیٹی۔ خانوادۂ بنی ہاشم کی عزت، اقلیم خطابت کے شہنشاہ اور برصغیر سے فرنگی اقتدار کا محل خاکستر کرنے والے، سرخیل احرار بطل حریت امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی لختِ جگر ''قرۃ عینی'' اور ''بٹیا جی'' جیسی شہد آفریں صدا سننے والی جنہیں ہم سیّدہ اُمّ کفیل کے نام سے جانتے ہیں ۱۴ر اپریل ۲۰۱۲ء کو اس دارِفانی سے آخرت کو سدھار گئی ہیں۔ آپ علمی وادبی ذوق کی حامل اور دینی شعور سے مستنیر تھیں۔ کیوں نہ ہوتیں، آپ کی رگوں میں اس مردِ حُر اور مرد درویش کا خون دوڑ رہا تھا جس نے ساری عمر رب جلیل کے کلام قرآن کریم کو پڑھا اور قوم کو اسی کی دعوت دی۔ سیّدہ بنت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہا تحریک آزادی، تاریخ مجلس احرار اسلام اور تحریک تحفظ ختم نبوت کی انسائیکلو پیڈیا تھیں۔ آپ نے احرار اسلام کا عروج دیکھا، اکابر احرار کو سنا اور ان کے متعلق اپنی قیمتی یادداشتوں کو محفوظ کیا۔ آپ نے ملت اسلامیہ پر احسان کیا کہ ''سیّدی وابی'' جیسی کتاب تصنیف کی۔ آپ کو زندگی کے آخری دور میں اُمّ شہید کا رتبہ بھی ملا۔ ذوالکفل بخاری ''شہیدِ مکّہ'' کی جدائی بھی آپ کو برداشت کرنا پڑی۔ آپ نے بے مثل حوصلہ وصبر سے اس جانکاہ دکھ کو برداشت کیا۔ میں تو آپ کی ایک جھلک دیکھنے کو بے قرار تھی، آپ کی زیارت کر کے اپنے ایمان کو تازہ کرنا چاہتی تھی اور ایشیا کے عظیم انسان کی عظیم بیٹی کو سلام پیش کرنا چاہتی تھی۔ مگر آہ! عظیم باپ کی عظیم بیٹی دنیا سے چلی گئیں۔ اور میں اس معزز ہستی کو نہ مل سکی۔ خط لکھا اور پھر رکھ دیا سوچا ان کو تکلیف ہوگی۔ ذوالکفل شہید کی شہادت پر لکھا پھر رکھ دیا کہ وہ عظیم باپ کی عظیم بیٹی ہے ان کو ہزاروں خطوط آئے ہوں گے، میری کیا حیثیت ہے۔ میرے ابا جی تو ملتان جا کر شاہ جی کو مل آئے تھے۔ وہ تو عالم دین تھے، ان کا تو حضرت شاہ جی سے تعلق تھا پہچان تھی۔ یہی کچھ سوچتی رہی اور آج وہ دن آ گیا کہ ایک قیمتی سرمایہ ہم سے چھن گیا۔ اُن کے انتقال کی خبر معلوم ہوئی تو دکھ اور غم کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبتی چلی گئی۔ میں نے تو ان کو خط لکھا تھا جس میں یہ شعر بھی لکھا:

خدا کرے تو عمر جاوداں پائے
خوشی قریب رہے غم نہ پاس آئے
تو مسکرائے تو مسکرا اٹھے یہ جہاں
تیرا وجود بہاروں کی جان کہلائے

مگر آپ تو اب بہت دور چلی گئی ہیں۔ جب میں بہت چھوٹی سی تھی، میرے والد صاحب شورش کاشمیری مرحوم کا ہفت روزہ ''چٹان'' لائے اور مجھے بتایا کہ یہ شاہ جی ہیں (چٹان رسالہ کے سرورق پر شاہ جی کی قد آدم تصویر اور ہاتھ میں کلہاڑی تھی) سیّدہ مرحومہ کی شخصیت میں بھی ضرور شاہ جی کی جھلک ہوگی۔ ان کے انداز واطوار کی مطابقت شاہ جی سے ہو گی اور ان کی گفتار وکردار میں ضرور شاہ جی کا اثر ہوگا۔ میں نے آج سے بیس سال پہلے حضرت امیر شریعتؒ کی ایک چند منٹ کی تقریر کیسٹ سے سنی تو حضرت فرمارہے تھے:

''میری بیٹی، میرے ظاہری اسباب میں سے میری حیات کا باعث ہے۔ اللہ بیٹوں کو بھی سلامت رکھے مگر بیٹی سے مجھے بہت محبت ہے۔ اُس نے کئی بار مجھے کہا، ابا جی اب تو اپنے حال پر رحم کریں۔ آپ کو چین کیوں نہیں آتا۔ کیا آپ سفر کے قابل ہیں، چلنے پھرنے کی طاقت آپ میں نہیں رہی، کھانا آپ کا نہیں رہا، آپ کا یہ حال ہے کیا کر رہے ہیں آپ؟ میں نے کہا تم نے میری دکھتی رگ پکڑی ہے۔ میں تمہیں کس طرح سمجھاؤں؟ بیٹا تم بہت خوش ہوگی اگر میں چارپائی پر مروں، میں تو چاہتا ہوں کسی کے گلے پڑ کر مروں، تم اس بات پر راضی نہیں کہ میں باہر نکلوں میدان میں اور یہ کہتا ہوا مر جاؤں ''**لا نبیّ بعد محمد، لا رسول بعد محمد، لا امة بعد امت محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم**''

بیٹا دعا کرو عقیدہ ختم نبوت بیان کرتے اور کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے مجھے موت آجائے۔

لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ......لا نبی بعدہ ولا رسول بعدہ.

ان کی وفات پر ہزارں علماء، صلحاء افسردہ ہیں۔ ان کی حقیقی اولاد اور ان کے خاندان والے غمزدہ اور افسردہ ہیں، میں بھی ان کی ایک عاجز عقیدت مند کی حیثیت سے بہت افسردہ ہوں مگر جانے والوں کو کہاں روک سکا ہے کوئی۔ اللہ رب العزت انہیں اپنی جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین

آسماں تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے
سبزہ نو رستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

ماہانہ مجلس ذکر واصلاحی بیان
26 جولائی 2012ء
جمعرات بعد نماز مغرب
ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان
دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان
الداعی سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان 061-4511961

قسط:۱۴

ورق ورق زندگی

پروفیسر خالد شبیر احمد

مولانا عتیق الرحمٰن تائب سے ملاقاتیں:

ابوالسیف مولانا عتیق الرحمٰن تائب رحمۃ اللہ کا ردِ قادیانیت کی تاریخ میں ایک منفرد مقام ہے۔ جو پہلے قادیانی تھے بعد میں مسلمان ہو گئے۔ قبولِ اسلام کے بعد میں دینِ اسلام کے بنیادی عقیدہ ''ختمِ نبوّت'' کے تحفظ کے لیے ان کی ان تھک محنت اور لگن کو ہم اپنے دل و دماغ کی گہرائیوں سے خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اُنہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ (آمین)

مولانا عتیق الرحمٰن قیامِ پاکستان کے بعد چنیوٹ آ کر آباد ہو گئے۔ ان دنوں میری عمر بارہ تیرہ سال ہو گی۔ مجلس احرارِ اسلام سے وابستگی نے جیسے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے میرے دل و دماغ میں قادیانیوں کے خلاف نفرت کی آگ لگا رکھی تھی۔ میرے اور مولانا کے درمیان ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا اس لیے کہ ہم دونوں قادیانیت کے خلاف ایک ہی راہ کے مسافر اور ایک ہی منزل کے راہی تھے۔ چنیوٹ میں قادیانیوں کی رہائش اس لیے میری برداشت سے باہر تھی کہ وہ سادہ لوح مسلمانوں میں گھل مل کر انہیں گمراہ کرتے تھے۔ اکثر اُن کے ساتھ لڑائیاں ہو جاتیں تھیں۔ مولانا مجھے سمجھاتے بھی تھے اور قادیانیت کے بارے بعض ایسی باتیں بھی بتاتے جس سے قادیانیوں کے خلاف میری نفرت میں اضافہ میرے عزم میں پختگی اور ارادوں میں استحکام پیدا ہوتا اور میں پہلے سے بڑھ چڑھ کر قادیانیت کے خلاف اپنے نوجوان ساتھیوں کے ساتھ سرگرم عمل رہتا۔

قادیانیوں سے مڈبھیڑ:

چنیوٹ کے قادیانی ہماری سرگرمیوں پر بہت برہم تھے۔ ہم قادیانی ہاسٹل بھی جایا کرتے اور ختم نبوت زندہ بات کے نعرے لگا کر انہیں اسلام کی دعوت دیتے۔ ایک دن ہاسٹل کے سپرنٹنڈنٹ نے مجھے ڈرانے دھمکانے کی کوشش کی اور میرا تعارف پوچھا، میں نے کہا کہ میرا نام شبیر احمد ہے اور میرے والد کا نام نذیر احمد ہے۔ شاہی مسجد کے قریب میرا گھر ہے۔ تم سے جو کچھ ہوتا ہے کر لو ہم تمہاری مخالفت سے باز نہیں آئیں گے یہ ہمارا عقیدہ ہے۔ اس پر سپرنٹنڈنٹ چونک سا گیا اور کہا:

''اچھا تم شبیر ہو۔ تمہاری بہت شکایتیں ہمارے پاس آ چکی ہیں۔ تمہارا کچھ نہ کچھ تو کرنا پڑے گا''

میں نے جواب میں کہا:

''تم جو چاہتے ہو کر لو، میں تمہارے خلاف یہ جہاد کرتا رہوں گا''

اس واقعے کے بعد قادیانیوں نے میرے راستے پر جہاں سے گزر کر میں اُن کے محلے میں قاری مشتاق صاحب

کے درس میں قرآن پڑھنے جاتا تھا، دو تبت کے دراز قامت قادیانی جنہیں دیکھ کر ہی ہول سا آتا تھا کھڑے کر دیے۔ وہ منہ سے کچھ نہیں کہتے تھے لیکن میرے قریب آ کر مجھے گھورتے اور ڈرانے کی کوشش کرتے۔ میں سمجھ گیا یہ دونوں قادیانی ہیں اور مجھے ڈرانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں نے اس بات کا ذکر اپنے استاد اللہ دتہ قصاب المعروف دتّن قصائی سے کر دیا۔ جو فن کشتی میں میرے باقاعدہ استاد تھے اور میں اُن سے اکھاڑے میں کشتی کے داؤ پیچ بھی سیکھتا تھا۔ شہر میں منڈی باوا لال میں ایک بڑا دنگل اصغر پہلوان (جو کہ منڈی میں آڑھتی تھے) اُن کی نگرانی میں ہوا تھا۔ جس میں ملک کے بڑے بڑے پہلوانوں نے اپنے فن کشتی کے جوہر دکھائے۔ اُس دنگل کی ابتداء میری کشتی سے ہوئی تھی جسے بہت سراہا گیا۔ میں نے اپنے استاد دتّن قصاب سے اُن تبّت کے قادیانیوں کا ذکر کیا (استاد دتّن نے تحریک ختمِ نبوّت ۱۹۵۳ء میں ایک سال جیل بھی کاٹی تھی) تو انھوں نے میرے کہنے پر اُن تبّتی قادیانیوں کو جو مجھے ڈرانے اور دھمکانے کے لیے مقرر کیے گئے تھے با آواز بلند غصے میں اُن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ ''اگر تم نے اس لڑکے کو کچھ کہا تو اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھو گے'' اس کے بعد میں نے ان تبّتی قادیانیوں کو شہر میں پھر کبھی نہیں دیکھا اور میں قادیانیوں کے خلاف اپنی سرگرمیوں میں پہلے سے بڑھ کر مصروف رہا۔

مولانا عتیق الرحمٰنؒ کی یادیں:

مولانا عتیق الرحمٰن مرحوم و مغفور بھی شہر میں آ کر آباد ہو گئے تھے۔ میں اکثر اُن کے ساتھ ملتا رہتا تھا۔ امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کے قادیان داخلہ (۱۹۳۴ء) کے وہ عینی شاہد تھے۔ اُنھوں نے مجھے بتایا کہ اس وقت انہیں بھی قادیانیت کے بارے میں کچھ شک سا ہونے لگا تھا۔ میں رات کو ایک بڑا کمبل لپیٹ کر خفیہ طور پر امیر شریعت کی قادیان والی تقریر سن آیا۔ جس کی وجہ سے میرے دل میں قادیانیت کے بارے میں مزید اشکال پیدا ہو گئے۔ میں نے اُن سے سوال کیا۔ کیا آپ پیدائشی قادیانی تھے؟

انھوں نے جواب میں کہا نہیں میں پیدائشی یا نسلی قادیانی نہیں تھا۔ میرے ماں باپ مسلمان تھے اور ہم قادیان میں رہائش پذیر تھے۔ بدقسمتی سے میرے ماں باپ میرے بچپن ہی میں فوت ہو گئے۔ میں اس وقت کم عمر اور بے سمجھ بچہ تھا کہ قادیانیوں کے ہتھے چڑھ گیا۔ قادیانیوں نے ہی مجھے پالا پوسا اور میں قادیانی ماحول میں ہی جوان ہوا۔ میری تعلیم و تربیت کی طرف انھوں نے خصوصی توجہ دی اور مجھے قادیانی مبلغ بنا دیا۔ میں نے بطور قادیانی مبلغ بڑے جوش اور جذبے کے ساتھ کام کیا تو قادیانیوں میں خاص اہمیت حاصل کر گیا۔

میرے اس سوال کے جواب میں کہ کیا کبھی آپ کی تبلیغ سے کوئی مسلمان قادیانی بھی ہوا؟ انھوں نے کہا نہیں یہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ میری تبلیغ سے کوئی مسلمان قادیانی نہیں ہوا۔ میں نے اُن سے پوچھا کہ جب آپ کے دل میں قادیانیت کے بارے میں اشکال پیدا ہوا تو پھر آپ نے کیا کیا؟ انھوں نے مجھے بتایا کہ میں نے دارالعلوم دیوبند میں ایک خط لکھ کر اُن سے قادیانیت کے بارے میں چند سوالات پوچھے تو اُن کا جوابی خط آیا کہ آپ دیوبند تشریف لے آئیں۔ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔ چنانچہ قادیانیوں سے پوشیدہ دیوبند کا قصد کیا اور وہاں چلا گیا۔ اب میں دیوبند کا مہمان تھا۔

اکثر وہاں کے طلباء سے ملتا اور ان سے بات چیت بھی کرتا تھا۔ تقریباً سات آٹھ روز تک میرا وہاں قیام رہا۔ اگرچہ قادیانیت کے موضوع پر میری اُن سے کوئی بات نہ ہوئی۔ میں تو فقط ان کے حسنِ اخلاق، نماز میں خشوع، گفتگو میں مٹھاس، اُن کے پُرخلوص رویے، اُن کی مہمان نوازی سے ہی متاثر ہو گیا تھا اور دل نے فیصلہ کیا کہ ایسے لوگ کبھی گمراہ نہیں ہوتے۔ میں ہی گمراہ ہوں۔ میں نے اُنہی دنوں مسلمان ہونے کا فیصلہ کر لیا تھا اور اسلام قبول کر کے ہی قادیان میں آیا۔ لیکن میرا مسئلہ اعلان کا تھا کہ میں قادیان میں اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیسے کروں۔ کیونکہ قادیان تو اس وقت قادیانیوں کی ایک مکمل ریاست تھی جس کی سربراہی مرزا بشیرالدین محمود کے ہاتھ میں تھی۔ جہاں برطانوی حکومت کا بھی حکم نہیں چلتا تھا فقط مرزا بشیرالدین کا ہی حکم چلتا تھا۔ اُس کی مخالفت سے ڈر بھی تھا کہ وہ قتل کروا دیتا تھا۔

قادیان میں مرکزِ احرار سے رابطہ اور مسلمان ہونے کا اعلان:

اللہ تعالیٰ نے میری مدد کا ساماں اس طرح مہیا کر دیا کہ احرار کانفرنس اکتوبر ۱۹۳۴ء کے بعد مجلس احرار نے قادیان میں اپنا مرکز، مستقل ادارہ اور دفتر کھول دیا۔ کئی احرار رضا کار پورے ملک سے وہاں پہنچ چکے تھے۔ جو سر دھڑ کی بازی لگانے کے لیے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ میں نے احرار کے دفتر سے رابطہ کیا اور اُنہیں کہا کہ میں اپنے مسلمان ہونے کا قادیان میں اعلان کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے اس سلسلے میں آپ کی یعنی احرار کارکنوں کی مدد درکار ہے۔ اُنہوں نے کہا مولانا آپ اعلان کریں آپ کی ہوا کی طرف بھی کوئی نہیں دیکھ سکے گا۔ ہم یہاں پر یہ کہہ کر گھر سے آئے ہیں کہ زندہ رہے تو واپس آ جائیں گے ورنہ قادیان میں ہی دفن ہوں گے۔ ہم تو ہر وقت اللہ تعالیٰ سے قادیان میں شہید ہونے کی دعا مانگتے ہیں۔ احرار کے جیالے اور دلیر کارکنوں نے میرے دل میں ایسا جذبہ پیدا کر دیا کہ میں نے قادیاں میں برملا اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔ اس اعلان سے پورے قادیان میں صفِ ماتم بچھ گئی۔ میرے مسلمان ہونے کا اعلان اُس دن ہر قادیانی کی زبان پر تھا۔ وہ اس پر پریشان تھے اس لیے کہ انھوں نے مجھ پر بڑی محنت کی ہوئی تھی اور بطور مبلغ میں ان کی صفِ اوّل میں شامل تھا۔ بہر حال اب کیا ہو سکتا تھا۔ اس کے بعد میرے دل میں قادیانیت کے خلاف کام کرنے کا جذبہ پیدا ہو گیا۔ مجلس احرار کا میں چونکہ ذاتی طور پر ممنون تھا۔ اس لیے احرار کارکنوں کے ذریعے احرار رہنماؤں سے رابطہ ہوا اور پھر امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ سے تعلقِ خاطر قائم ہوا تو جیسے راہی کو ایک لمبے سفر کے بعد منزل مراد مل جاتی ہے اور جو کچھ وہ اس پر محسوس کرتا ہے وہی تاثرات میرے بھی تھے۔ اور میں اب بھی سوچتا ہوں تو اللہ تعالیٰ کے حضور اپنا سر جھکا لیتا ہوں اور اس کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھ پر کتنا کرم کیا کہ میں مرزا بشیرالدین سے سید عطاء اللہ شاہ بخاری تک پہنچ کر اس جہاں میں سرخرو بھی ہوا اور جنت کے حصول کا متمنی بھی بن گیا۔ میرا یہ سارا سفر جہنم سے جنت تک کی مصداق ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ میں نے اب اپنی باقی زندگی ردِّ قادیانیت کے لیے وقف کر لی ہے۔ اس کے بعد چنیوٹ کے شیوخ سے میرا رابطہ ہوا تو انھوں نے مجھے کلکتہ اور اس کے گردونواح میں ردِّ قادیانیت کا فریضہ سونپا۔ میں قیامِ پاکستان تک وہاں کام کرتا رہا اور یہی وجہ ہے کہ پاکستان بن جانے کے بعد میں یہاں چنیوٹ آیا کہ چنیوٹ شیخ برادری کا وطن بھی ہے اور مرکز بھی۔

مولانا کی بہادری اور دلیری کا ایک واقعہ:

مولانا کی شخصیت کا بنیادی وصف بہادری اور اپنے عقیدے کے بارے میں پورا اور پختہ یقین تھا۔ وہ قادیانیت کے خلاف بات کرتے تو یوں محسوس ہوتا جیسے کوئی مجاہد ہاتھ میں تلوار لیے میدانِ جنگ میں جہاد و قتال میں مصروف ہے اور دشمنانِ اسلام کی لاشیں اس کی ارد گرد بکھری پڑی ہیں۔

چائے کے ساتھ ان کی خاص رغبت احباب میں مشہور تھی۔ وہ چائے پیالی سے نہیں کیتلی سے پیتے تھے۔ اُن کی گفتگو میں ایسی مٹھاس اور تازگی ہوتی کہ جی چاہتا کہ یہ شخص بولتا رہے اور ہم اسے ہمہ تن گوش سنتے رہیں۔ میرے ماموں زاد بھائی اشفاق راجھہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ طے ہوا کہ چناب نگر (ربوہ) کے قریب ایک گاؤں احمد نگر میں جا کر تبلیغ کی جائے کہ وہاں کوئی مسلمان جانے کی جرأت ہی نہیں کرتا۔ چنانچہ مولانا عتیق الرحمٰنؒ سے رابطہ کیا گیا۔ جو اس کام کے لیے تیار ہو گئے۔ مولانا ہم چند احرار کارکنوں کو ساتھ لے کر اس گاؤں چلے گئے۔ مسلمانوں کی ایک مسجد میں جلسے کا اعلان کر دیا گیا۔ جس پر وہاں کے قادیانیوں نے آ کر مولانا کو وارننگ دی کہ آپ تقریر نہ کریں۔ ورنہ آپ کو قتل کر دیا جائے گا۔ مولانا نے جواب دیا کہ ہم تو آپ کے ہاتھوں قتل ہو کر شہادت کا رتبہ پانے کے لیے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ یہ تو ہماری خوش نصیبی ہوگی اگر ہم آپ کے ہاتھوں قتل ہو کر شہید ہو جائیں۔ لہٰذا تقریر ہوگی۔ چنانچہ آپ نے ایک لمحہ ضائع کیے بغیر تقریر شروع کر دی۔ مولانا کی تقریر کیا تھی ایک طوفانِ باد و باراں تھا جو قادیانی دجل اور ان کے باطل عقائد کو خس و خاشاک کی طرح اپنے ساتھ بہائے لے جا رہا تھا کہ اچانک ارد گرد کے مکانوں سے اینٹوں اور پتھروں کی بارش شروع ہو گئی۔ ہم رضا کاروں میں سے کئی زخمی ہو گئے۔ خود مولانا بھی شدید زخمی ہوئے لیکن اس کے باوجود انھوں نے اپنی تقریر جاری رکھی۔ کیا مجال کہ دم بھر کے لیے بھی ان کی زبان رکی ہو۔ انھوں نے للکارتے ہوئے قادیانیوں سے کہا کہ: ''تم پتھر مارو۔ ہم اپنی بات سے باز نہیں آئیں گے اگر ہم چند مسلمان یہاں تمہارے ہاتھوں شہید ہو گئے تو ملک میں وہ انقلاب آئے گا کہ تمہیں سر چھپانے کی جگہ نہیں ملے گی۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ہمارا تعلق مجلس احرارِ اسلام سے ہے اور تم جانتے ہو کہ مجلس احرار کے رضا کار موت سے نہیں ڈرتے۔''

جب مولانا نے یہ کہا تو پتھر اور اینٹوں کی بارش بند ہو گئی اور مولانا زخمی حالت میں تقریر مکمل کر کے وہاں سے لوٹے۔

مولانا عتیق الرحمٰن پر قادیانی طلبہ کا حملہ:

یہ غالباً ۱۹۴۸ء کے وسط کا واقعہ ہے کہ میں روزانہ ہاکی کھیلنے کے لیے چنیوٹ کے مشہور ''کمال گراؤنڈ'' میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ جایا کرتا۔ راستے میں تحصیل چوک (اب ''ختمِ نبوّت'' کے نام سے مشہور ہے) کے ساتھ فارمل سکول کی عمارت میں قادیانی سکول ''تعلیم الاسلام'' کے طلباء تعلیم حاصل کرتے تھے۔ اس دن حسب معمول میں ہاکی کھیلنے کے لیے جا رہا تھا کہ اسی چوک کے قریب مولانا سامنے سے آ رہے تھے۔ میری ان سے ملاقات ہوئی۔ مولانا بڑی بُری حالت میں تھے۔ کپڑے پھٹے ہوئے، مٹی سے اٹے سر کے بال بکھرے ہوئے اور چہرے پر چوٹوں کے نشان۔ میں نے

انتہائی پریشانی کے عالم میں ان سے پوچھا، مولانا کیا ہوا؟ کہنے لگے قادیانی طلباء نے مجھے زدوکوب کیا ہے۔ میں نے دریافت کیا کہ سب کب اور کیوں ہوا؟ انھوں نے جواباً بتلایا اس نے میرے تن بدن میں آگ لگادی اُن کا جواب تھا کہ:

''چنیوٹ میں میری پشت پر کوئی نہیں ہے۔ اپنے آپ کو اکیلا محسوس کرتا ہوں۔ مجھے تو قادیان میں بھی کسی کو ہاتھ لگانے کی کبھی جرأت نہیں ہوئی تھی۔ آج چنیوٹ میں مجھے قادیانی بچوں سے مار کھانا پڑی''

اس پر میں نے اپنے ساتھیوں سے جن کے ہاتھوں میں ہاکیاں تھیں کہا کہ دوستو آج میں تو قادیانی طلباء سے ہی ہاکی کا میچ کھیلوں گا آپ سب کا کیا ارادہ ہے۔ میرے سب ساتھیوں نے کہا ''ہم تمہارے ساتھ ہیں آج ہاکی ہم بھی قادیانیوں کے ساتھ ہی کھیلیں گے۔ ہم سب نے مولانا سے پوچھا کہ آپ کو مارنے والے قادیانی کدھر کو گئے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ وہ اپنے محلے، محلّہ گڑھا کی طرف ابھی ابھی گئے ہیں۔ لیکن تم اب اُن سے نہ لڑو جو ہونا تھا وہ ہوگیا۔ بس معاملہ ختم کرو، میں نے کہا کہ نہیں ایسا ممکن نہیں۔ اب جو ہونا ہے وہ ہوکر رہے گا۔ اگر ہم آج خاموش رہے تو یہ قادیانی تو ہمارے گھروں میں گھس کر ہمیں ماریں گے۔ پھر آپ جیسے شخص کی بے عزتی پر خاموشی ہم سب احراریوں کی غیرتِ ایمانی کے خلاف ہے۔ چنانچہ ہم نے ان طلباء کا پیچھا کیا۔ اتفاق کی بات کہ تھوڑی دور چلنے پر وہ ہمیں سامنے نظر آئے۔ ان کی آوازیں ہم سن رہے تھے۔ کوئی کہہ رہا تھا کہ میں نے مولوی تیر کمان کو گھونسہ مارا وہ چیخ اٹھا۔ کوئی کہہ رہا تھا میں نے اُسے منہ پر لات رسید کی۔ یعنی مولانا کی مار پیٹ پر وہ اپنے طور پر جشن فتح منا رہے تھے۔ میں نے اپنے لڑکوں سے کہا کہ آپ اپنی ہاکیاں اپنی پیٹھ کے پیچھے چھپالیں اور آپس میں اس طرح سے گفتگو کریں کہ جیسے ہمیں اس واقعہ کا علم ہی نہیں ہے۔ گھیرا ڈال کر اچانک حملہ کرنا ہے ایک بھی بچ کر نہ جانے پائے۔ چنانچہ ہم نے انہیں گھیرا ڈال کر اپنی ہاکیوں کی ان پر بارش کردی، کسی کے سر پر، کسی کے کندھے پر، کسی کے بھاگتے ہوئے پیچھے ہاکیاں پڑیں۔ مولانا ہمارے پیچھے یہ سارا منظر دیکھ رہے تھے۔ قادیانی ہمارے آگے بھاگے ہم اُن کے پیچھے بھاگے وہ اپنے مکانوں میں گھس گئے۔ ہم نے مکانوں کے دروازوں پر ہاکیاں ماریں اور اُنہیں للکارتے رہے کہ باہر نکلو لیکن کسی کو باہر نکلنے کی جرأت نہ ہوئی۔ مولانا میرے قریب آئے مجھے اپنے گلے سے لگالیا۔ اُن کی آنکھوں میں آنسو تھے اور جس جذبے کے ساتھ وہ مجھے بار بار چوم رہے تھے مجھے ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ میں خوشی میں زمین پر نہیں بلکہ آسمان پر اڑ رہا ہوں۔

اس واقعے کے بعد پھر مولانا کا ایک اور تعلق بھی ہمارے خاندان کے ساتھ ہوگیا۔ ان کی بڑی بیٹی کا رشتہ میرے چھوٹے بھائی باقر صغیر احمد سے طے ہوگیا۔ جو اب تک ایک خوش گوار زندگی کی صورت میں موجود ہے۔ یوں وہ تعلق جو ابتداء میں مجلس احرارِ اسلام اور ردِّ قادیانیت کی وجہ سے مولانا سے قائم ہوا تھا ایک خاندانی تعلق میں تبدیل ہوگیا۔ جو رہتی دنیا تک قائم رہے گا۔ (ان شاءاللہ)

احرار کے جلسوں میں وہ میرے ساتھ منادی بھی کرتے تھے اور تقریریں بھی، مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ میں اور مولانا عتیق الرحمٰنؒ دونوں امیر شریعت کے جلسے کی منادی کر رہے تھے۔ تانگے پر لاؤڈ سپیکر نصب تھا۔ منادی کرتے ہوئے

میرے منہ سے نکل گیا ''مولانا مولوی امیر شریعت۔'' مجھے سختی سے ٹوکا اور کہا ''خبردار اگر امیر شریعت کو مولوی کہا امیر شریعت مجاہد ہیں اور مجاہد اور مولوی میں صرف میم مشترک ہے باقی کچھ بھی ایک نہیں ہے۔''

آخری دنوں میں فیصل آباد کی جناح کالونی کی جامع مسجد کے ایک حجرے میں ان سے ملاقات ہوئی تھی۔ اس وقت ان کی صحت درست نہیں تھی۔ لیکن اس ایک ڈیڑھ گھنٹے کی ملاقات میں مجھے مسلسل بار بار یہی کہتے رہے کہ بیٹا ردِّ قادیانیت کو اپنی زندگی کا مشن اور نصب العین بنالو، اس کے خلاف جو کچھ کر سکتے ہو کرتے رہنا یہی وسیلۂ نجات ہوگا۔ ہمارے دامن میں اس کے سوا اور کیا دھرا ہے۔ دن رات ردِّ قادیانیت میں بسر ہوئی۔ اللہ سے دعا ہے کہ اسے قبول کر کے مجھے معاف کر دے اور میری نجات کا وسیلہ بنا دے۔ میں نے ان کی اس دعا پر آمین کہا اور ان سے رخصت ہو کر واپس آیا۔ یہ میری ان سے آخری ملاقات تھی۔ جس کے بعد وہ جلدی اللہ کو پیارے ہو گئے۔ لیکن ان کا نام اور کام زندہ ہے اور زندہ رہے گا۔ یقیناً وہ تاریخ محاسبۂ قادیانیت کا ایک معروف باب ہیں اور ہم احرار والے ان کے اس کام کے معترف ہیں اور ان کی عظمت کے گیت گانے میں ایک خاص روحانی کیفیت اور عجیب لطف حاصل کرتے ہیں، وہ عقیدہ ختمِ نبوت پر لازوال یقین رکھتے تھے۔ انہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عقیدت تھی۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ انھوں نے قادیانی رہنے کے دوران جو کچھ دینِ اسلام کے خلاف کیا اس کے ازالے کے لیے اپنے تن من دھن کی قربانی دے کر ہی دنیا و آخرت میں سرخرو ہو سکتے ہیں۔ ''قادیانی فتنہ'' اور ''قادیانی نبی'' ان کی کتابیں ہیں۔ حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا''

عقیدۂ ختمِ نبوت کا دفاع دین اسلام کی اعلیٰ اور ارفع خدمت ہے کیونکہ عقیدہ ختمِ نبوت ہی اسلام کا مرکز و محور ہے۔ جس کا براہِ راست تعلق حضور سرور کائنات خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و منصب کے ساتھ ہے۔ اسی مقام کو محفوظ رکھنے کے لیے ہم باغیانِ ختمِ نبوت کا محاسبہ کرتے ہیں اور ہر اس شخص کے مداح ہیں جو اس کارِ خیر میں ہمارے ساتھ تعاون کرے گا کیونکہ ہم نے ہی ردِ قادیانیت کی تبلیغ کو ایک تحریک کی شکل دی اور قادیانیوں کو اس ملک کے میں آئینی طور پر غیر مسلم قرار دلوانے میں بنیادی کردار ادا کیا ہے

(جاری ہے)

تصحیح: سابقہ قسط میں چنیوٹ کی ایک کمیٹی کا نام ''رفاہ عامہ'' شائع ہوا صحیح لفظ ''مفاد عامہ'' کمیٹی ہے۔ قارئین تصحیح فرمالیں۔ (ادارہ)

☆......☆......☆

غزل

پروفیسر خالد شبیر احمد

موت سے یونہی سدا پیار کیا ہے میں نے
سجدۂ شکر سرِدار کیا ہے میں نے

عہدِ افرنگ میں جذبۂ بیدار کے ساتھ
گنگ لمحوں کو بھی احرار کیا ہے میں نے

دین کی صف میں گھسے تھے جو لٹیرے کب سے
ان کو رسوا سرِ بازار کیا ہے میں نے

ظلم کی چکّی میں پستے ہوئے انسانوں کو
کبھی خنجر، کبھی تلوار کیا ہے میں نے

شوخیِ نقشِ قدم سے ہی اجالا لے کر
راہِ ویراں کو چمن زار کیا ہے میں نے

ظلمتِ شب میں کیا شعلۂ آواز بلند
کشتِ ویراں کو ثمر بار کیا ہے میں نے

میں ہوں خالدؔ میری بات قلندر جیسی
شبِ تیرہ کو شرر بار کیا ہے میں نے

قادیانیت، نبوتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف خطرناک سازش

مولانا غیاث الدین دھام پوری
(خادم جامعہ عربیہ ہتھورا، باندہ)

قادیانیوں کے بارے میں دنیا کے تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ وہ اپنے اسلام مخالف اور مخصوص خیالات و نظریات کی وجہ سے مسلمان کہلانے کے حق دار نہیں ہیں، ان کا گہرا ربط یہود اور حکومت اسرائیل سے ہے، درحقیقت قادیانی تحریک یہودیوں ہی کی ایک شاخ ہے، اسلام کو بدنام کرنے اور مسلمانوں کے حقوق پر غاصبانہ قبضہ جمانے کے لیے اسلام مخالف طاقتوں کے سہارے پوری دنیا میں قادیانیوں نے اپنی ناپاک تحریک چھیڑ رکھی ہے۔ واضح ہو کہ فتنۂ قادیانیت کوئی نیا فتنہ نہیں ہے، اب اس ناسور کی عمر سوا سو سال سے اوپر ہو چکی ہے، تقسیمِ ملک سے پہلے سے قادیانیوں کا ارتدادی مرکز قادیان (پنجاب انڈیا) رہا ہے اور اسی سرزمین میں منحوس مرزا قادیانی اور اس کے خلفاء کو زمین کھود کر گاڑ رکھا ہے اور موصیین قادیان (یعنی قادیان میں دفن ہونے کی وصیت کرنے والے قادیانی) خواہ وہ کہیں بھی مرا ہو، اس کی لاش کو یہیں لا کر گاڑا جاتا ہے، مگر اس کے لیے موصی ہونا شرط ہے اور ہر قادیانی موصی کے لیے مرکز قادیان سے مقرر کردہ سالانہ چندہ شرط ہے اور تقسیم ملک کے بعد چنیوٹ (پاکستان) کے قریب دریائے چناب کے مغربی کنارے پر مرزائیوں نے اپنا ایک مستقل مرکز ربوہ کے نام سے قائم کیا جو اب چناب نگر کے نام سے موسوم ہو چکا ہے، پاکستان میں یہ ان کی ارتدادی اور تخریبی سرگرمیوں کا مرکز ہے، جس میں تعلیم، علاج، ملازمت، رشتہ وغیرہ کے لالچ اور دیگر مختلف ہتھکنڈوں سے مسلمانوں کو مرتد بنایا جاتا ہے، قادیان انڈیا میں بھی اور ربوہ پاکستان میں بھی ان کا ایک مستقل ادارہ ''نظارت اصلاح وارشاد'' کے نام سے قائم ہے، جس کے تحت مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کی اشاعت وتبلیغ اور مسلمانوں کو مرتد بنانے کے لیے مبلغ تیار کر کے اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک بھیجے جاتے ہیں، ہر زبان میں گمراہ کن لٹریچر چھاپ کر لاکھوں کی تعداد میں مفت تقسیم کیا جاتا ہے، ان دونوں اداروں کا سلانہ بجٹ لاکھوں روپے ہوتا ہے، مگر پاکستان کی مارشل لا حکومت نے ۱۹۷۴ء میں اپنے آرڈی نینس کے ذریعہ جب سے قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے کی توثیق کی ہے، تب سے پاکستان میں تو قادیانیت محدود ہو کر رہ گئی ہے، مگر ہندوستان میں تقریباً دس سال سے پھر سے اس کی ارتدادی سرگرمیاں عروج پر ہیں، قادیانی فرقہ وفتنہ تاریخِ اسلامی کا سب سے خطرناک فتنہ ہے۔ کیونکہ قادیانیت ایک مستقل دین اور متوازی امت کی دعوت ہے، یہاں پورا نظام ترتیب دیا گیا ہے، شعائر کے مقابلے میں شعائر، مقدسات کے مقابلہ میں مقدسات، مرکز کے مقابلہ میں مرکز، قبلے

کے مقابلہ میں قبلہ، کتابوں کے مقابے میں کتاب، مسجد کے مقابلے میں مسجد، نبی کے مقابلہ میں نبی، صحابہ کے مقابلہ میں صحابہ، جنت کے مقابلہ میں جنت، ہر چیز کا قادیانی دنیا میں بدل مہیا ہے۔ یہاں تک کہ اسلامی تقویم کے قمری اور ہجری مہینوں کے مقابلہ میں مہینوں کے بھی نئے نام رکھے ہیں، جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ قادیانیت نبوتِ محمدی کے خلاف ایک سازش ہے۔

قادیانیوں کے آر ایس ایس سے تعلقات:

کثیر الاشاعت ہفت روزہ اردو نئی دہلی میں اپنی ۳ تا ۹/ اکتوبر ۲۰۱۱ء کی اشاعت میں قادیانیت کے تعلق سے بعنوان ''قادیانی نئے جال لائے پرانے شکاری'' تحقیقاتی رپورٹ نمایاں طور پر بیان کرتا ہے کہ قادیانیوں کے تعلقات ہندو تنظیم RRS سے ہیں اور RRS کے بعض لیڈر قادیانیوں کے ایجنٹ ہیں اور دہشت گردی کی پُشت پر دونوں کی سانٹھ گانٹھ ہے۔ نیز نئی دنیا کی دوسری اشاعت میں نئی دنیا کے ایڈیٹر شاہد صدیقی نے برسرورق دومونہے سانپ کی تصویر بنا کر جس میں ایک منہ قادیانیت کا اور دوسرا RSS کا ہے۔ دونوں کے گہرے تعلقات کا خلاصہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

''ہریانہ کے جھجولی میں مسلم راشٹریہ منچ کے سالانہ جلسہ کی صدارت آر ایس ایس کے بڑے لیڈر اندریش کمار کر رہے تھے جس میں مسلمانوں کی قابلِ ذکر تعداد نظر آ رہی تھی، جس میں داڑھی ٹوپی میں ملبوس مولانا قسم کے افراد بھی خاصی تعداد میں شامل تھے، دنیا حیران تھی کہ اجمیر شریف، مکہ مسجد اور سمجھوتہ ایکسپریس میں بم دھماکے کروانے والوں سے اتنے سارے مسلمان ہدایات لے رہے تھے۔ لیکن اب یہ راز پختہ شواہد کے ساتھ ہمارے سامنے موجود ہیں کہ اندریش کمار اور راشٹریہ مسلم منچ کی اصل طاقت مسلمان نہیں بلکہ قادیانی ہیں۔ گزشتہ چند برسوں میں آر ایس ایس اور قادیانیوں کا رشتہ زیادہ گہرا اور پراسرار ہو گیا ہے، سنگھ پریوار نہایت ہی شاطرانہ انداز میں قادیانیوں کو مسلمانوں کے خلاف استعمال کر رہا ہے حتیٰ کہ مسلم راشٹریہ منچ کے پرانے کارکنوں اور عہدیداروں پر نو وارد قادیانیوں کو ترجیح دی جا رہی ہے، یہ حقیقت کسی سے مخفی نہیں کہ قادیانی مسلمانوں کے خلاف کس حد تک جا سکتے ہیں۔ قرآن کریم کی آیات واحادیث کریمہ کی من مانی تاویلات وتشریحات ہو یا قرآن کریم میں کھلی تحریف کو نشانہ بنا کر مسلمانوں سے مطالبہ کرنا کہ پہلے وہ ان آیاتِ جہاد کو قرآن سے نکالیں پھر بات ہوگی۔ آر ایس ایس کی مدد قادیانی علماء اور ان کی کتابیں کرتی آئی ہیں، یہی لوگ RSS کو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مواد فراہم کرتے آئے ہیں، قادیانیوں پر RSS کے اعتماد کا ثبوت اس سے بھی ملتا ہے کہ جن ریاستوں میں B.J.P اقتدار میں ہیں وہاں وقف بورڈ اور حج کمیٹیوں میں قادیانیوں کو بٹھایا گیا ہے، مسلم راشٹریہ منچ کا ایک لیڈر کہات ہے کہ اندریش کمار جیسے لوگوں کو قرآن کی آیات کا استعمال کرنے میں قادیانی ہی مدد کرتے ہیں اور وہی ان کو اپنی مرضی کا معنی پہنانے میں مدد کرتے ہیں۔ قادیانیوں اور RSS کا یہ رشتہ بہت پرانا ہے، یہ دونوں جماعتیں انگریزوں کے دور میں بھی ایک ہی مشن پر عمل پیرا تھیں۔ اگر ہماری حکومت اور سیکورٹی ایجنسیوں نے اپنی آنکھیں نہیں کھولیں تو یہ خطرناک گٹھ جوڑ ملک وقوم کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا دے گا لہٰذا حکومت کو چاہیے کہ RSS اور قادیانیوں کے رشتوں کے تحقیقات کرائے۔''

نئی دہلی میں قادیانیوں کا نام نہاد (قرآن ایگزہی بیشن)

مؤرخہ ۲۳ تا ۲۵ رستمبر ۲۰۱۱ء کو نئی دہلی کے ''کانسٹی ٹیوشن کلب'' کے اسپیکر ہال میں قادیانیوں نے سہ روزہ قرآن کی نمائش کا پروگرام متعین کیا، دراصل یہ قرآن کریم کی نہیں بلکہ یہ قادیانیت کی نمائش کی ایک کڑی تھی، مرزا غلام احمد قادیانی کی خود ساختہ نبوت کا پرچار تھا، کانسٹی ٹیوشن کلب میں (احمدیہ مسلم کمیونٹی انڈیا، نئی دہلی) کے ذریعہ لگائے جانے والے قرآن ایگزہی بیشن کا دعوت نامہ ہفتوں پہلے تقسیم کیا جا رہا تھا، پنجاب کے ایک کانگریسی ممبر آف پارلیمنٹ نئی دہلی کی معرفت کانسٹی ٹیوشن کلب کا اسپیکر ہال بک کرایا گیا تھا، یہ نمائش دراصل بسلسلۂ فروغِ قادیانیت منعقد کی جانی تھی کیونکہ اس نمائش کے شاندار دعوت نامہ میں پورے دوصفحات پر قادیانیت کا مکمل تعارف، قادیانیت کی تاریخ وسن پیدائش درج تھا، قبل ازیں اس فتنہ نے یہ جرأت نہیں کی تھی جو اس نے اس بار کانسٹی ٹیوشن کلب میں نام نہاد نمائش کی آڑ میں کی تھی، نئی دنیا کی رپورٹ کے مطابق قادیانیوں نے قرآن پاک کے ترجمہ میں تحریف کر کے اور اس پر مرزا قادیانی کی پاسپورٹ سائز تصویر چھاپ کر دہلی کی کئی مساجد میں رکھ دیے ہیں۔ افسوس ہمارے قائدین کی یہ پرانی عادت ہے کہ وہ اس وقت تک نہیں جاگتے جب تک ان کو جگایا نہ جائے، اگر اس فتنہ کی ریشہ دوانی پر دہلی میں پہلے ہی توجہ کر لی جاتی تو قادیانی قرآن نمائش کی آڑ میں اپنی کھیل شروع ہی نہیں کر سکتے تھے، لائقِ صد مبارک ہیں جامع مسجد دہلی کے شاہی امام سید احمد بخاری اور رابطہ کمیٹی جامع مسجد کے نمائندے اور اسلامک پیس فاؤنڈیشن کے کارکنان و مسلم پرسنل لا بورڈ کے بعض ارکان جنہوں نے ہزاروں مسلمانوں کے ساتھ کانسٹی ٹیوشن کلب پہنچ کر انتظامیہ سے رابطہ اور پھر دباؤ بنا کر قادیانیوں کی اس ناپاک نمائش کو بند کروایا۔

مرزا قادیانی انگریزوں کا خاص ایجنٹ تھا

درحقیقت مرزا انگریزوں کا خاص ایجنٹ اور زرخرید غلام تھا اور نئی نسل کو گمراہ کرنے کی سازش کا ایک حصہ تھا، پوری اسلامی دنیا میں دھتکارے جانے اور مرتد و زندیق قرار دیے جانے کے باوجود قادیانی پھر بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ آج دنیا کے پردہ پر بنی نوع انسان کے عموماً اور مسلمانوں کے خصوصاً خیر خواہ اور ہمدرد سوائے قادیانیوں کے دوسرا کوئی نہیں، نیز خود کو اپنے اپنے ملکوں کی حکومتوں کا انتہائی وفادار باور کراتے ہیں، حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے، جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ڈاکہ ڈالنے کی جسارت کر چکا ہو، وہ اور اس کی ذُرِیّت کیا کچھ نہیں کر سکتی، یہ بات بھی ریکارڈ پر رہنی چاہیے کہ ہمارے اکابرین نے ہمیشہ عدم تشدد کو ملحوظ رکھتے ہوئے قادیانیوں کے خلاف پوری قوت سے تحریک چلائی۔

قادیانیوں اور اسرائیل کے باہمی تعلقات

قادیانی مذہبی نہیں بلکہ خالص سیاسی جماعت ہے اور یہودی کے ٹکڑوں پر پلنے والا استعماری پٹھو ہے، یہودی کبھی خسارے کا سودا نہیں کرتا، اسرائیل نے قادیانیوں کو اپنے نظریاتی ملک میں اپنے اصول و قواعد کے خلاف اپنے مفاد کی خاطر مذہبی آزادی دے رکھی ہے، قادیانیوں اور اسرائیل کے باہمی تعلقات اور روابط کا اندازہ قومی اخبارات میں ۲۲ ر فروری کے ''یروشلم پوسٹ'' کے حوالے سے چھپنے والی اس تصویر سے لگایا جا سکتا ہے، جس میں دو قادیانیوں کو اسرائیلی صدر

کے ساتھ نہایت مہذب انداز میں ملاقات کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے، یہ تصویر قادیانیوں کی اسلام دشمنی اور یہودیوں سے دوستی کا منھ بولتا ثبوت ہے، ہندوستان میں بٹالہ کے قریب واقع قادیان اور پاکستان میں چناب نگر (ربوہ) کے بعد ان کا سب سے منظّم مرکز اسرائیل کے شہر ''حیفا'' میں ہے، اس وقت بھی جب کہ اسرائیل میں مسلمانوں کا رہنا دوبھر ہے، قادیانیوں کو اسرائیل میں کام کرنے کی پوری آزادی ہے، فلسطینی عرب مسلمان آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں اور قادیانی اسرائیلی وزیراعظم، صدر وغیرہ سے ملاقاتیں کر رہے ہیں۔ اسرائیل کا مسلمانوں پر ظلم وستم اور قادیانیوں پر اتنی عنایات کسی صہیونی منصوبے کا حصہ ہے۔ (Our Foreign Misson) کے اسرائیل میں ''حیفا'' کے مقام پر قادیانی مشن کی تفصیلات مذکور ہیں، اسرائیل سے قادیانیوں کے گٹھ جوڑ کی مصدقہ کہانی خود قادیانیوں کے رسائل وجرائد سے ثابت ہے، ان شرمناک سرگرمیوں اور استحصالی ہتھکنڈوں کا سلسلہ بہت پرانا اور طویل ہے۔ تاہم ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیں تحریک جدید کے مبلغ فلسطین رشید احمد چغتائی اسرائیل سے پاکستان ارسال کردہ ماہ اگست تا اکتوبر ۱۹۴۸ء اپنی رپورٹ میں لکھتے ہیں:

''فلسطین کے شہر ''صور'' اپنے ''حیفا'' کے احمدی بھائیوں تک پہونچنے کے سلسلہ میں گیا، جہاں فلسطینی پناہ گزینوں میں تبلیغ کی احمدی بھائیوں کی خواہش پر دو روز قیام رہا، تبلیغ کے علاوہ ان کی تربیت کے لیے بھی وقت صرف کیا، یہاں ۲۹ کس کو تبلیغ کی، انہیں کتب بھی مطالعہ کے لیے دی گئیں'' (اخبار الفضل ۱۲/مارچ ۱۹۴۹ء)

اسرائیلی مشن قادیان کے ماتحت ہے، قادیانی جماعت کی تمام تنظیمین اسی مرکز سے وابستہ ہیں، بہرحال اسرائیل میں قادیانی مشن کی موجودگی اور ان کے اسرائیلی حکومت کے ساتھ سفارتی تعلقات اور روابط کی قلعی تاریخی دستاویزات اور حقائق سے کھل جاتی ہے۔

ہندوستان میں قادیانی فتنہ:

قادیانی فتنہ ہندوستان میں عرصہ سے محوِ خواب تھا، ہندوستان چونکہ قادیانیت کا منشاء ہے اس لیے وہ اس کے منحوس سایہ سے کیسے محروم رہتا، چنانچہ ہندوستان ایک بار پھر اس فتنہ کی آماجگاہ بن گیا، واضح رہے کہ انڈونیشیا کے بعد مسلمانوں کی سب سے زیادہ آبادی والا ملک ہندوستان ہی ہے، کیرالا، حیدرآباد، مدراس، جنوبی ہند کے مرکزی شہر ومغربی بنگال تو ان کی سرگرمیوں کے میدان پہلے ہی سے تھے، اب کچھ کشمیر کے مرکزی علاقے اور دہلی، ہریانہ، راجستھان، لکھنو، کانپور، امروہہ وغیرہ میں بھی قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیاں بڑھتی جا رہی ہیں اور وہیں سے اپنی ناپاک مساعی میں مشغول ہیں۔ یہ لوگ ناخواندہ، نیم خواندہ اور پسماندہ مسلمانوں کے طبقے کو لالچ اور دھوکہ دے کر خود کو اسلام کا نمائندہ بتلاتے ہیں اور نہایت عیّاری سے ان کے وایمان پر ڈاکہ زنی کرتے ہیں، ہندوستان کے جمہوری مزاج کا فائدہ اٹھا کر یہ فتنہ از سرِ نو پھر ابھر رہا ہے۔ جس کی بیخ کنی کی فی الفور ضرورت ہے۔ مگر افسوس کے ساتھ لکھنا پڑ رہا ہے کہ حضرات علماء کرام کی توجہ اس طرف نہ ہونے کے برابر ہے اور بعض علماء اور ائمہ مساجد کو تو فتنۂ قادیانیت سے متعلق صحیح معلومات بھی نہیں ہے، اس کے برعکس قادیانی مبلغین کھلے بندوں ہندوستان کے طول وعرض میں اپنی ارتدادی سرگرمیاں پوری قوت کے ساتھ

جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اور اس کے لیے وہ پوری تیاری کر کے آتے ہیں، جس کا ثبوت دہلی میں قادیانیوں کی طرف سے کانسٹی ٹیوشن کلب میں نام نہاد نمائش قرآن ہے، عہدِ حاضر میں قادیانی فتنہ منکرینِ ختمِ نبوّت کا منظّم گروہ ہے جو حکومتِ برطانیہ کے زیرِ سایہ پروان چڑھا، جس کا واحد مقصد اسلام کی بنیادوں کو مسخ کرنا نیز امتِ مسلمہ میں انتشار و تفریق پیدا کرنا اور انگریزوں کے مفادات کے لیے کام کرنا تھا، اس کی تخلیق مسلمانوں کی نظریاتی سرحدوں پر ایک سنگین اور منظّم حملہ ہے اور یہ فتنہ اسلام کے لیے ایک مستقل خطرہ ہے، قادیانی اپنے افکار و عقائد کے اعتبار سے شیاطین و ابلیس سے بڑھ کر ہیں، یہ لوگ جھوٹ کو سچ سے بدلنے میں ماہرفن ہیں، ان کی شرارتوں میں توہینِ اسلام کا وہ فاسد خون ہے جس کی بناء پر انہیں ملک و ملت کے لیے سرطان کہا جا سکتا ہے، ہندوستان میں قادیانی جماعت کی جملہ تنظیمیں قادیان سے وابستہ ہیں اور اسی کے زیرِ اہتمام چلتی ہیں، تعجب کی بات ہے کہ ایک اقلیتی گروہ سامراجی اسلام دشمن طاقتوں کی شہ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم نبوت کے مقابلہ میں اپنی نئی زرخرید نبوت قائم کرے اور پھر یہ مطالبہ بھی کرے کہ انہیں ان کے عقائد کی تبلیغ و تشہیر کی مکمل اجازت دی جائے، ہمارے بعض نام نہاد دانش ور ایک خاص ذہنیت کے تحت انہیں مظلوم قرار دیتے ہیں، انہیں درج ذیل مثال سے سبق حاصل کرنا چاہیے، اس تمثیل سے قادیانیوں کو بخوبی سمجھا جا سکتا ہے، تین قصائی ہیں:

۱۔　سکھ جس کے پاس کوئی بھی مسلمان گوشت خریدنے نہیں جاتا

۲۔　عبداللہ: نام کا مسلمان خنزیر کو ذبح کر کے لٹکائے ہوئے ہے اور لوگوں سے کہتا ہے کہ یہ بکرے کا گوشت ہے، اس دھوکہ میں بکرے کا گوشت سمجھ کر بہت سے لوگ خنزیر کا گوشت خرید لیتے ہیں۔

۳۔　حبیب احد: خالص مسلمان۔ نمبر ایک والا مجرم نہیں ہے، نمبر تین والا مجرم نہیں ہے۔ لیکن نمبر۲ قانوناً وشرعاً بدترین مجرم ہے اور قید و سزا کا مستحق ہے، یہی مثال قادیانی گروہ کے دجّالوں کی۔ اگر قادیانی گروہ دوسروں کو دھوکہ دینے کا ارادہ نہیں رکھتی تو وہ اپنے لیے نئے القاب وغیرہ کیوں وضع نہیں کر لیتے، انہیں اس بات کا یقین ہے کہ ان کا نیا مذہب اپنی طاقت اور صلاحیت کے بل بوتے ترقی نہیں کر سکتا اسی لیے انہیں جعل سازی و فریب کاری پر انحصار کرنا پڑ رہا ہے، ہم یہ بھی نہیں سمجھتے کہ قادیانیوں کو اپنی شخصیات، مقامات اور معمولات کے لیے نئے خطاب، القاب یا نام وضع کرنے میں کسی دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا، آخر کار ہندوؤں، عیسائیوں، سکھوں اور دیگر جماعتوں نے بھی تو اپنے بزرگوں کے لیے القاب و خطاب وضع کر رکھے ہیں، قادیانی فتنہ کو علمی و تحقیقی انداز میں سمجھانے اور اس کے تعاقب و تردید کی مشق کرانے کے لیے مرکزی دفتر ’’کل ہند مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوّت‘‘ دارالعلوم دیوبند میں باقاعدہ انتظام ہے، ہر سال دو فاضلِ دارالعلوم کا داخلہ منظور کر کے سال بھر ان کو ردِ قادیانیت پر مطالعہ کرایا جاتا ہے، مضامین لکھائے جاتے ہیں، مرکزی دفتر میں ردِّ قادیانیت کی کتابوں کے ساتھ خود مرزا قادیانی اور اس کے گروہ کی اصل کتابیں موجود ہیں، بہرکیف! اُمّت کے سرکردہ لوگوں پر واجب ہے کہ وہ قادیانیت کا تعاقب کر کے اس کی بیخ کنی کو اپنا مذہبی فریضہ سمجھیں اور عوام الناس کو ان کی ارتدادی سرگرمیوں سے بچانے کی پوری کوشش کریں۔　(مطبوعہ: ماہنامہ دارالعلوم، دیوبند۔ مارچ، اپریل ۲۰۱۲ء)

مرزا قادیانی کے متضاد دعوے

مولانا مشتاق احمد

مرزا قادیانی نے کثرت سے اتنے متضاد دعوے کیے ہیں کہ ایک معقول انسان حیران پریشان رہ جاتا ہے۔اس کے دعووں کا مختصر نقشہ ملاحظہ فرمائیں۔اللہ تعالیٰ ہونے کا دعویٰ، اللہ تعالیٰ کا والد بیٹا اور بیوی ہونے کے دعوے، آدم علیہ السلام، نوح علیہ السلام، شیث علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، داؤد علیہ السلام، سلیمان علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام، یوسف علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کے دعوے، صرف اسی پر بس نہیں کیا بلکہ ہندوؤں کے لیے کرشن، عیسائیوں اور مسلمانوں کے لیے مسیح موعود ہونے کے دعوے کر دیے۔ بلندی کی سوجھی تو سب سے افضل و اعلیٰ ہونے کا دعویٰ کر دیا۔پستی کا شوق چرایا تو خود کو انسان کی شرم گاہ قرار دیا......یعنی بیک وقت خالق ومخلوق ہونے کا دعویٰ، مؤمن و کافر ہونے کا دعویٰ، عزت و ذلت کا دعویٰ، دنیوی اعتبار سے اس کی مثال یوں دے سکتے ہیں کہ ایک شخص یہ دعویٰ کرے کہ میں بیک وقت بلدیہ کا خاکروب ڈی سی او کے دفتر کا کلرک۔ڈی پی او کے دفتر کا چوکیدار، محکمہ خوراک کا ڈائریکٹر، ریونیو کا چپڑاسی، شاہی مسجد لاہور کا خطیب، گورنمنٹ کالج کا پرنسپل، یونیورسٹی کا چانسلر، ریلوے کا قلی۔بازارِ حسن کا انچارج صوبہ پنجاب کا گورنر، بلوچستان کا چیف سیکرٹری، سندھ کا وزیراعلیٰ، خیبر پختونخواہ کا سپیکر اور پاکستان کا صدر ہوں۔تو ظاہر ہے کہ اسے دماغی مریض قرار دے کر پاگل خانہ میں داخل کر دیا جائے گا۔ہمیں حیرانی قادیانیوں پر ہے کہ وہ مرزا قادیانی کے بکثرت دعووں کی وجہ سے متنبہ ہونے اور مسلمان ہونے کی بجائے تاویلیں کرتے نظر آتے ہیں جو کہ عذر گناہ بدتر از گناہ کا مصداق ہیں۔زیرِ نظر کتابچہ مسلمانوں کو قادیانیت کی حقیقت سے آگاہ کرنے اور قادیانیوں پر حق آشکار کرنے کے لیے تحریر کیا گیا ہے۔کسی کی دل آزاری ہمارا مقصد نہیں صرف اور صرف اظہارِ حقائق اور قادیانیوں کو دعوت اسلام دینا ہمارا مقصد ہے۔اگر اس رسالہ کو خالی ذہن کے ساتھ کوئی پڑھے تو یقیناً اس کے لیے قادیانیت اور اسلام میں فرق کرنا دشوار نہ ہوگا۔ہم نے مرزا قادیانی کے کسی دعوے پر کوئی تنقیدی جملہ نہیں لکھا تاکہ قادیانی دوست بھی سکون سے پڑھ سکیں اور غور کر سکیں۔اس کتابچہ میں لکھے گئے تمام حوالہ جات اصل کتابوں سے براہِ راست نقل کیے گئے ہیں۔کوئی حوالہ سیاق وسباق سے ہٹ کر نہیں ہے۔ہم تمام حوالہ جات کی صحت کے ذمہ دار ہیں۔

۱۔ملہم من اللہ ہونے کا دعویٰ:

خدا نے مجھے اپنے الہام وکلام سے مشرف کیا۔ (تریاق القلوب، رخ، جلد نمبر:۱۵،ص:۲۸۳)

۳،۲۔ولی اور مجدد ہونے کا دعویٰ:

غرض نبوت کا دعویٰ اس طرف بھی نہیں صرف ولایت اور مجددیت ہونے کا دعویٰ ہے۔
(اشتہار ۲۰ شعبان ۱۳۱۴ھ مندرجہ مجموعہ اشتہارات، جلد:۲،ص:۲۹۸)

۴۔محدَّث ہونے کا دعویٰ:

میں نبی نہیں ہوں بلکہ اللہ کی طرف سے محدث اور اللہ کا کلیم ہوں تا کہ دین مصطفیٰ کی تجدید کروں۔
(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن، جلد:۵،ص:۳۸۳)

۵۔امام الزمان ہونے کا دعویٰ:

اب بالآخر یہ سوال باقی رہا کہ اس زمانہ میں امام الزمان کون ہے جس کی پیروی تمام عام مسلمان اور زاہدوں اور خواب بینوں اور ملہموں کو کرنی خدا تعالیٰ کی طرف سے فرض قرار دیا گیا ہے۔ سو میں اس وقت بے دھڑک کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور عنایت سے وہ امام الزمان میں ہوں اور مجھ میں خدا تعالیٰ نے وہ تمام علامتیں اور تمام شرطیں جمع کی ہیں اور اس صدی کے سر پر مجھے مبعوث فرمایا ہے جس میں سے پندرہ برس گزر بھی گئے۔ (ضرورت الامام،ص:۲۴، روحانی خزائن جل:۱۳،ص:۴۹۵)

۶۔وحی نازل ہونے کا دعویٰ:

نبی کے معنی صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو اور شرف مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو، شریعت کا لانا اس کے لیے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو پس ایک امتی کو ایسا نبی قرار دینے سے کوئی محذور لازم نہیں آتا۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم، رخ جلد نمبر ۲۱ ص:۶)
میں اس کی اس پاک وحی پر ایسے ہی ایمان لاتا ہوں جیسے کہ ان تمام وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے نازل ہو چکی ہیں۔ (حقیقت الوحی، رخ جلد نمبر ۲۲ ص:۱۵۴)
میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔ (حقیقت الوحی، روحانی خزائن، جلد:۲۲،ص:۲۲۰)

۷۔امام مہدی ہونے کا دعویٰ:

میں وہی مہدی ہوں جس کی نسب ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ وہ حضرت ابوبکرؓ کے درجہ پر ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکر کیا وہ بعض انبیاء سے بہتر ہے۔ (مجموعہ اشتہارات، جلد سوم،ص:۲۷۸)

۸۔کرشن ہونے کا دعویٰ:

خدا تعالیٰ نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا وہ تو ہی ہے آریوں کا بادشاہ اور بادشاہ سے مراد صرف آسمانی بادشاہت ہے۔

(تتمہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد:۲۲،ص:۵۸۲)

۹۔ گناہوں سے معصوم ہونے کا دعویٰ:

تقریباً ۱۸۸۴ء میں اللہ تعالیٰ نے مجھے اس وحی سے مشرف فرمایا کہ ''ولقد لبث فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون'' اوراس میں عالم الغیب خدا نے اس بات کی طرف اشارہ کیا تھا کہ کوئی مخالف کبھی تیری سوانح پر کوئی داغ نہیں لگا سکے گا۔ (نزول المسیح روحانی خزائن، جلد:۱۸،ص:۵۹۰)

۱۰۔ عیسیٰ ابن مریم ہونے کا دعویٰ:

منم مسیح زمان ومنم کلیم خدا　　　　منم محمد واحمد کہ مجتبیٰ باشد

ترجمہ:　　میں مسیح زمان ہوں میں کلیم خدا یعنی موسیٰ ہوں میں محمد ہوں احمد مجتبیٰ ہوں۔

(تریاق القلوب روحانی خزائن، جلد نمبر ۱۵،ص:۱۳۴)

اور یہی عیسیٰ ہے جس کا انتظار تھا اور الہامی عبارتوں میں مریم اور عیسیٰ سے میں ہی مراد ہوں۔ میری نسبت یہی کہا گیا ہے کہ ہم اس کو نشان بنا دیں گے اور نیز کہا گیا کہ یہ وہی عیسیٰ ابن مریم ہے جو آنے والا تھا جس میں لوگ شک کرتے ہیں یہی حق ہے اور آنے والا یہی ہے اور شک محض نافہمی سے ہے۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد:۱۹،ص:۵۲)

مجھے اس خدا کی قسم جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افتراء کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے۔ (ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن، جلد ۱۸،ص:۲۱۰)

جو شخص مجھے فی الواقع مسیح موعود نہیں سمجھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد:۱۹،ص:۱۹)

۱۱۔ حضرت مریم ہونے کا دعویٰ:

اس لیے گو اس نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام رکھا پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے کہ دو برس تک صفت مریمیت میں مَیں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشو ونما پاتا رہا پھر جب اس پر دو برس گزر گئے تو...... مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا آخری کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینہ سے زیادہ نہیں...... مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن، جلد:۱۹،ص:۵۰۔ نزول المسیح، روحانی خزائن، جلد:۱۸، صفحہ:۵۴۱۔ اور تذکرہ حاشیہ،ص:۴۰۔۴۱)

اور الہامی عبارتوں میں مریم اور عیسیٰ سے مراد میں ہوں۔　　(کشتی نوح روحانی خزائن، جلد:۱۹،ص:۵۲)

۱۲۔ عیسیٰ علیہ السلام کی فطرت پر ہونے کا دعویٰ:

اور من جملہ ان کا ایک اور بھی الہام درج ہے جس میں مجھے اللہ مخاطب کر کے کہتا ہے کہ میں نے تجھ

کو عیسیٰ کے جوہر سے پیدا کیا اور تو اور عیسیٰ ایک ہی جوہر سے اور ایک ہی شئی کی مانند ہو۔

(حمامۃ البشریٰ، رحانی خزائن، جلد:۸، ص:۸۶۔ تذکرہ، ص:۸۷، طبع دوم)

۱۳۔ عیسیٰ علیہ السلام کا بیٹا ہونے کا دعویٰ:

مسیح اور اس عاجز کا مقام ایسا ہے کہ اس کو استعارہ کے طور پر ابنیت کے لفظ سے تعبیر کر سکتے ہیں۔

(توضیح المرام، ص:۲۷، روحانی خزائن، جلد:۳، ص:۶۴)

۱۴، ۱۵، ۱۶۔ حضرت آدم، مریم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا دعویٰ:

یا اٰدم اسکن انت و زوجک الجنة یا مریم اسکن انت و زوجک الجنة یا احمد اسکن انت و زوجک الجنة. (تذکرہ، ص:۷۱، طبع دوم)

ترجمہ: اے آدم۔ اے مریم۔ اے احمد تو اور جو شخص تیرا تابع اور رفیق ہے جنت میں داخل ہو جاؤ۔

۱۷۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ہونے کا دعویٰ:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے۔ (دافع البلاء روحانی خزائن، جلد:۱۸، ص:۲۴۰)

روحانی خزائن، جلد:۱۸ صفحہ ۲۳۳ پر بھی یہی مضمون موجود ہے۔

۱۸۔ نبی ہونے کا دعویٰ:

اب بجز محمد نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں، شریعت والا نبی کوئی نہیں آ سکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے مگر وہی جو پہلے سے امتی ہو پس اس بنا پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی۔

(روحانی خزائن، جلد:۲۰، ص:۴۱۱۔۴۱۲)

صحیح بخاری و صحیح مسلم اور انجیل اور دانی ایل اور دوسرے نبیوں کی کتابوں میں بھی جہاں میرا ذکر کیا ہے وہاں میری نسبت نبی کا لفظ بولا گیا ہے۔ (اربعین نمبر روحانی خزائن جلد:۱۷، حاشیہ ص:۴۱۳)

خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود قرار دیا ہے پس اس طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک ہی محدود رہی یعنی بہر حال محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی رہے نہ اور کوئی۔ (روحانی خزائن، جلد:۱۸، ص:۲۱۲)

کوئی انسان نرا بے حیا نہ ہو تو اس کے لیے اس سے چارہ نہیں کہ میرے دعویٰ کو اس طرح مان لے جیسا کہ اس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو مانا ہے۔ (تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن، جلد:۲۰، ص:۴۰)

مراد میری نبوت سے کثرت مکالمت و مخاطبت الٰہیہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہے سو مکالمہ و مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں پس یہ صرف لفظی نزاع ہوتی ہے یعنی آپ

لوگ جس امر کا نام مکالمہ ومخاطبہ رکھتے ہیں میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں۔(تتمہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد:۲۲،ص:۵۰۳)

جو شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور یہ اعتقاد نہیں رکھتا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے ہے اور جو کچھ پایا اس کے فیضان سے پایا وہ لعنتی ہے اور خدا کی اس پر لعنت اور اس کے انصار پر اور اس کی پیروی کرنے والوں پر اور اس کے مددگاروں پر۔(مواہب الرحمٰن، روحانی خزائن، جلد:۱۹،ص:۲۸۷)

خدا کی مہر نے یہ کام کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والا اس درجہ کو پہنچا کہ ایک پہلو سے وہ امتی ہے اور ایک پہلو سے وہ نبی ہے۔

(حقیقۃ الوحی،ص:۹۶، روحانی خزائن، جلد:۲۲، حاشیہ ص:۹۹۔۱۰۰)

۱۹۔تمام انبیاء کی فطرت پر ہونے کا دعویٰ:

آدم سے لے کر اخیر تک جس قدر انبیاء علیہم السلام خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں آئے ہیں خواہ وہ اسرائیلی ہیں یا غیر اسرائیلی ان سب کے خاص واقعات یا خاص صفات میں سے اس عاجز کو کچھ حصہ دیا گیا ہے اور ایک بھی نبی ایسا نہیں گزرا جس کے خواص یا واقعات میں سے اس عاجز کو حصہ نہیں دیا گیا ہر ایک نبی کی فطرت کا نقش میری فطرت میں ہے اسی پر خدا نے مجھے اطلاع دی۔(تذکرہ،۵۴۴۔طبع چہارم)

۲۰۔اخلاق اور حلیہ میں حضرت عیسیٰ کے مشابہ ہونے کا دعویٰ:

انت اشد مناسبةً بعسى ابن مريم و اشبه الناس به خَلقاً و خُلقا و زماناً

(ازالہ اوہام روحانی خزائن، جلد:۳،ص:۱۶۵۔تذکرہ،ص:۱۴۳،طبع چہارم)

ترجمہ از جلال الدین شمس: تو کیا بلحاظ اخلاق کیا بلحاظ صورت وخلقت اور کیا بلحاظ زمانہ عیسیٰ ابن مریم کے ساتھ بس لوگوں سے بڑھ کر مناسبت اور مشابہت رکھتا ہے۔

۲۱۔رسول ہونے کا دعویٰ:

حق تو یہ ہے کہ خدا کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ۔(ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن، جلد:۱۸،ص:۲۰۶)

اگر کوئی شخص اس وحی الٰہی پر ناراض ہو کہ کیوں خدا تعالیٰ نے میرا نام نبی اور رسول رکھا ہے تو یہ اس کی حماقت ہے کیونکہ میرے نبی اور رسول ہونے سے خدا کی مہر نہیں ٹوٹتی۔(روحانی خزائن، جلد:۱۸،ص:۲۱۲)

یٰس انک لمن المرسلین. (حقیقۃ الوحی خاتمہ ۸۷، روحانی خزائن ۲۲،۷۱۵)

میری دعوت کی مشکلات میں سے ایک رسالت اور وحی الٰہی اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ تھا۔

(تذکرہ،ص:۲۷،۳۷ طبع دوم۔ براہین احمدیہ حصہ پنجم رخ جلد:۲۱، حاشیہ ص:۶۸)

مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور یہی اس آیت کا مصداق ہے کہ

''ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ''

(روحانی خزائن، جلد:۱۹، ص:۱۱۳)

۲۲۔حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا دعویٰ:

محمد الرسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم ''اس وحی میں الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔ (روحانی خزائن، جلد:۱۸، ص:۲۰۷)

غرض میری نبوت اور رسالت باعتبار محمد اور احمد ہونے کے ہے نہ میرے نفس کے رو سے اور یہ نام بحیثیت فنافی الرسول مجھے ملا ہے۔ (روحانی خزائن، جلد:۱۸، ص:۲۰۸)

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا　　　　منم محمد واحمد کہ مجتبیٰ باشد

(تریاق القلوب روحانی خزائن، جلد:۱۵، ص:۱۳۴)

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا میں مظہر اتم ہوں یعنی ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن، جلد:۲۲، ص:۷۶ حاشیہ)

اور جو شخص مجھ میں اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھے نہیں دیکھا اور نہیں پہچانا ہے۔ (خطبہ الہامیہ روحانی خزائن، جلد:۱۶، ص:۲۵۹)

۲۳۔تمام انبیاء کرام کا عین ہونے کا دعویٰ:

جب سن ہجری کی تیرہویں صدی ختم ہو چکی تو خدا نے چودھویں کے سر پر مجھے اپنی طرف سے مامور کر کے بھیجا اور آدم سے لے کر اخیر تک جس قدر نبی گزر چکے ہیں سب کے نام میرے نام پر رکھ دیے اور دونوں ناموں کے ساتھ ساتھ بار مجھے مخاطب کیا ان دونوں ناموں کو دوسرے لفظوں میں مسیح اور مہدی کر کے بیان کیا گیا۔ (چشمہ معرفت ۳۱۳، روحانی خزائن، جلد:۲۳، ص:۳۱۸)

پس اس نے مجھے پیدا کر کے ہر ایک گزشتہ نبی سے اس نے تشبیہ دی کہ وہی میرا نام رکھ دیا چنانچہ آدم ابراہیم نوح موسیٰ داؤد سلیمان یوسف، یحییٰ عیسیٰ وغیرہ تمام نام براہین احمدیہ میں میرے رکھے گئے اور اس صورت میں گویا تمام انبیاء گزشتہ اس امت میں دوبارہ پیدا ہو گئے یہاں تک کہ سب کے آخر مسیح پیدا ہو گیا۔ (نزول المسیح حاشیہ ص:۳، روحانی خزائن، جلد:۱۸، ص:۸۲ حاشیہ)

۲۴۔موسیٰ علیہ السلام ہونے کا دعویٰ:

انت فیھم بمنزلۃ الموسیٰ ''تو ان میں بمنزلہ موسیٰ کے ہے۔ (تذکرہ، ص:۸۶ طبع دوم)

۲۵۔ابراہیم علیہ السلام ہونے کا دعویٰ:

(مرزا کی وحی) اے ابراہیم تجھ پر سلام۔ (تذکرہ، ص:۱۹۱ طبع دوم)

۲۶۔متعدد انبیاء کے نام پر ہونے کا دعویٰ:

دنیا میں کوئی نبی نہیں گزرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا سو خدا جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا نے فرمایا ہے میں آدم ہوں میں نوح ہوں میں ابراہیم ہوں میں اسحاق ہوں میں یعقوب ہوں میں اسماعیل ہوں میں موسیٰ ہوں اور میں داؤد ہوں میں عیسیٰ ابن مریم ہوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں یعنی بروزی طور پر (تتمہ حقیقۃ الوحی روحانی خزائن، جلد:۲۲،ص:۵۲۱)

اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ نے میرا نام عیسیٰ نہیں رکھا بلکہ ابتداء سے انتہاء تک جس قدر انبیاء علیہ اسلام کے نام تھے وہ میرے نام رکھ دیے چنانچہ براہین احمدیہ میں میرا نام آدم رکھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اردت ان استخلف فخلقت ادم...... ''اسی طرح براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں خدا نے میرا نام نوح بھی رکھا......اسی طرح براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں میرا نام ابراہیم بھی رکھا ہے......اسی طرح براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں میرا نام یوسف رکھا گیا......اسی طرح براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں میرا نام موسیٰ بھی رکھا گیا......اسی طرح خدا نے براہین کے حصص سابقہ میں میرا نام داؤد بھی رکھا......ایسا ہی براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں خدا تعالیو نے میرا نام سلیمان بھی رکھا ایسا ہی براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں میرا نام احمد اور محمد بھی رکھا......اور بعد اس کے میری نسبت براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں یہ بھی فرمایا ''جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء ''یعنی رسول خدا تمام گزشتہ انبیاء علیہ السلام کے پیرایوں میں......اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر نیک اور راست باز مقدس نبی گزر چکے ہیں ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کیے جائیں سو وہ میں ہوں......اسی طرح خدا نے میرا نام ذوالقرنین بھی رکھا......اس امت کے لیے ذوالقرنین میں ہوں۔

(روحانی خزائن، جلد۲۱،ص:۱۱۲۔۱۱۸)

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، رخ جلد:۲۱،ص:۱۳۳)

☆......☆......☆

ادارہ

اخبارالاحرار

کاروانِ احرار۔منزل بہ منزل:

(رپورٹ: تنویر الحسن)

سید محمد کفیل بخاری کے دورۂ ہزارہ ڈویژن کی روداد

مجلس احرار اسلام اپنے قیام سے ہی دین مبین کی آب یاری اور دشمنانِ دین کو سرکوبی کے لیے کوشاں ہے۔ ۱۹۲۹ء میں برصغیر کی چوٹی کی شخصیات سر جوڑ کر بیٹھیں، مختلف اوقات میں مشاورت جاری رہی اور مجلس احرارِ اسلام کا قیام عمل میں لایا گیا۔ پہلا امیر، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو بنایا گیا۔ آپؒ کے رفقاء مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، چودھری افضل حق، ماسٹر تاج الدین انصاری اور شیخ حسام الدین سمیت دیگر رہنمایانِ قوم نے بھرپور ساتھ دیا اور تھوڑے ہی عرصے میں مجلس احرار ہندوستان کی بڑی جماعت بن گئی۔ مؤرخ اس بات کو کبھی جھٹلا نہیں سکتا کہ ''بیسویں صدی'' کے سب سے بڑے خطیب، ادیب، شعراء اور قادر الکلام شخصیات کے علاوہ بہادر رہنما اس جماعت میں تھے۔

۱۹۳۰ء میں محدث العصر امام انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے پانچ صد علماء اور بڑی شخصیات کی موجودگی میں سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ہاتھ پر بیعت کر کے ''امیرِ شریعت'' کے لقب سے نوازا۔

۱۹۲۹ء سے ۲۰۱۲ء تک ۸۳ سالہ دور میں مجلس احرارِ اسلام پہ اپنوں اور غیروں کی طرف سے مختلف قسم کی آزمائشوں کے پہاڑ گرائے گئے مگر جس نظریہ کے لیے جماعت کا قیام ہوا تھا آج بھی اس پر پوری قوت کے ساتھ ابنِ امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم العالیہ کی سرپرستی میں قائم ودائم ہے اور قادیانیت کے ایوانوں میں زلزلہ بپا کیے ہوئے ہے۔ ایک دور تھا جب امیر شریعتؒ اپنے عظیم رفقاء کے ساتھ پورے برصغیر میں دعوتِ دینِ حق، تحفظِ ختمِ نبوت اور نظام خلافت وقیامِ حکومتِ الٰہیہ کی آواز بن کر گھومتے اور قریہ قریہ، بستی بستی، شہر شہر اپنی آواز پہنچاتے اور لوگوں کے مسائل سنتے، ان کے دکھ درد میں شریک ہوتے۔ آج اسی روش کو پون صدی بعد آپؒ کی اولاد بیٹے، پوتے، نواسے اپنائے ہوئے ہیں۔

سید محمد کفیل بخاری، امیر شریعتؒ کے نواسے، مجلس احرار اسلام کے نائب امیر اور اپنے بڑے ماموں جانشین امیر شریعت حضرت مولانا سید ابوذر بخاریؒ اور حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ کے تربیت یافتہ ہیں۔ اسی کاز اور مشن کو لے کر قریہ قریہ گھوم رہے ہیں اور بخاریؒ کی آواز میں دشمنانِ دین وملت کی سرکوبی میں لگے ہوئے ہیں۔ پورے ملک میں دفاعِ ختم نبوت اور دفاعِ صحابہ کے لیے منعقدہ اجتماعات کو زینت بخشتے ہیں۔

بندہ کو گزشتہ سال بھی اور پھر اس سال بھی حضرت شاہ صاحب کی رفاقت کا موقع ملا، قارئین آپ کو اندازہ ہوگا کہ قلیل وقت میں اللہ کریم اپنے دین کے لیے نکلنے والوں کی کس طرح مدد ونصرت فرماتے ہیں اور کام لیتے ہیں، انسان کی عقل سے ماورا ہے۔ ہزارہ ڈویژن کا پروگرام طے تھا اور قافلۂ احرار، نواسۂ امیر شریعت سید محمد کفیل بخاری، جناب میاں محمد اویس

(مرکزی ناظم نشرواشاعت مجلس احرار اسلام پاکستان)، شیخ الطاف الرحمٰن بٹالوی (امیر مجلس احرارِاسلام گوجرانوالہ)، بھائی رافع اور راقم تنویرالحسن پر مشتمل تھا۔ ۵؍جون کی صبح جامع مسجد صدیق اکبر جھنگی سیداں راولپنڈی میں احرار رہنما مولانا پیر محمد ابوذر کے ہاں ناشتہ کر کے براستہ حسن ابدال، ہری پور پہنچے، طے شدہ پروگرام کے مطابق پہلی ملاقات مولانا یاسر معاویہ ہزاروی سے ہوئی۔ بوقت ظہر ہری پور سے ۹ کلومیٹر آگے سرائے صالح پہنچے جہاں بھائی فہیم احمد اور مولانا اورنگ زیب اعوان منتظر تھے۔ بھائی فہیم کے گھر ہی میں کثیر تعداد احباب کی جمع تھی۔ علاقہ کے علماء حضرات بھی تشریف لے آئے اور دیر تک حضرت امیر شریعت اور آپ کی جماعت مجلس احرار اسلام کی دینی خدمات کے حوالے سے گفتگو جاری رہی۔

محترم اقبال لودھی، مولانا شیخ حبیب اللہ و دیگر احباب سے ملاقات کے بعد مدرسہ تحفظ ختم نبوت میں مولانا غلام ربانی صاحب جو علم و عمل کے دریا ہیں انتہائی ضعیف ہیں کے پاس حاضری دی اور اجازت لے کر شنکیاری ضلع مانسہرہ کی طرف عازمِ سفر ہوئے۔ مدرسہ جامعہ حسینیہ شنکیاری حضرت مولانا سید نواب حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی یادگار ہے۔ جہاں طلباء کے درجہ مشکوٰۃ تک اسباق ہیں اور طالبات کے لیے دورۂ حدیث مکمل پڑھایا جاتا ہے۔ موجودہ مہتمم مولانا سید طاہر حسین شاہ، خطیب سید محمود الحسن شاہ اس گلشن کو باغ و بہاراں کیے ہوئے ہیں۔ بعد نماز مغرب مرکزی جامع مسجد حسینیہ شنکیاری میں طلباء کی ''بزمِ بابا جاناںؒ'' کی اختتامی تقریب تھی، جس میں شاہ صاحب نے مغرب تا عشاء بڑے خوب صورت انداز میں بیان کیا۔ رات کا قیام وہاں ہی تھا۔

۶؍جون صبح ۹ بجے حضرت مفتی عبدالشکور ترمذیؒ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند مفتی عبدالقدوس ترمذی مہتمم جامعہ حقانیہ ساہیوال (سرگودھا) اور مفتی شبیر احمد عثمانی ٹیکسلا والے تشریف لے آئے۔ ان سے ملاقات کے بعد مانسہرہ کی طرف روانہ ہوئے جہاں گزشتہ سال کی طرح اس سال بھی مفتی عبدالرزاق آزاد کی پرخلوص دعوت پہ جناح کالج کے وسیع و عریض ہال میں تقریب منعقد تھی۔ شاہ صاحب نے ڈیڑھ گھنٹہ ''سیرت طیبہ، عقیدۂ ختم نبوت اور عصر حاضر میں دین کا کام'' کے عنوان پر مفصل خطاب کیا اور طلباء و اساتذہ کے سوالات کے جوابات دیے۔ پرنسپل جناح کالج جناب فیاض احمد خان اور جناب فاریز احمد سواتی نے ظہرانہ پیش کیا، بعد نماز ظہر شکیل احمد قریشی امیر مجلس احرار اسلام مانسہرہ کی قیام گاہ پر پہنچے۔ عصر کے بعد احباب جماعت کی نشست ہوئی جس میں سید امداداللہ شاہ، قاری علی اصغر، مولانا نورالرحمٰن، قاری احتشام الرحمٰن سمیت جماعتی کارکنان نے شرکت کی۔ شاہ صاحب اور میاں محمد اویس نے احرار کے منشور، نصب العین اور نظم و نسق کے حوالے سے گفتگو کی۔ بعد نماز مغرب جامع مسجد عمار بن یاسرؓ میں شاہ صاحب کا تفصیلی بیان ہوا جس میں عقیدۂ ختم نبوت، محاسبۂ قادیانیت کے لیے مجلس احرار اسلام کی تاریخی خدمات کو بڑی خوب صورتی سے بیان کیا۔ مانسہرہ علاقہ میں سب سے بڑی علمی شخصیت سید غلام نبی شاہ صاحب کے فرزند ارجمند سید شاہ عبدالعزیز بھی تشریف فرما تھے۔ بعد میں ان سے ملاقات میں باہمی دلچسپی کے امور پر تبادلۂ خیال ہوا۔ بعد نماز عشاء جامع مسجد صدیق اکبر میں مولانا قاضی محمد اسرائیل گڑنگی مرتب کتب کثیرہ کی دعوت پر شانِ عظمت امہات المومنینؓ کے عنوان پر بیان کیا۔ رات کو جناب شکیل احمد کی رہائش گاہ پر جماعتی احباب سے نشست ہوئی۔

۷؍جون کو نواسۂ امیر شریعت سید محمد ذوالکفل بخاری مرحومؒ کے ''املج'' (سعودی عرب) میں میزبان جناب قاری علی زمان مدظلہٗ کے ہاں حاضری ہوئی۔ اور ذوالکفل بخاری مرحوم کی یادیں لے کر دونوں حضرات بیٹھے تو آبدیدہ ہو

گئے۔ وہاں سے اجازت لے کر حویلیاں میں طے شدہ پروگرام کے مطابق پہنچے جہاں سالانہ سیرت معاویہؓ کانفرنس تھی۔ جس کے میزبانوں میں معروف مصنف حضرت قاضی محمد طاہر علی الہاشمی تھے جو محتاجِ تعارف نہیں۔ ظہر کے بعد کانفرنس شروع ہوئی۔ مقامی علماء کرام کے بعد حضرت سید کفیل بخاری نے مفصل خطاب کیا اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر معترضین کے اعتراضات کا بھرپور جواب دیا۔ شاہ صاحب کے تفصیلی خطاب کے بعد علامہ علی شیر حیدریؒ کے چھوٹے بھائی مولانا ثناء اللہ حیدری نے خطاب کیا۔ بعد نماز عصر ایبٹ آباد کی طرف عازمِ سفر ہوئے جہاں مفتی عبدالرزاق آزاد کے ۸ سال میں دیے جانے والے دروس قرآن کی تکمیل کا پروگرام تھا، مسجد عثمان غنی میں مغرب کی نماز کے بعد درس قرآن دیا اور حویلیاں واپس آگئے۔ جہاں قاضی طاہر ہاشمی صاحب سے تفصیلی ملاقات ہوئی، رات کا کھانا کھایا اور قافلۂ احرار ہزارہ ڈویژن سے واپس پنجاب کی طرف چل پڑا۔ رات ۱ بجے ٹیکسلا میں جمیعت علماء اسلام پنجاب کے سیکرٹری اطلاعات محترم محمد اقبال اعوان منتظر تھے۔ رات کو ان کے گھر قیام کیا۔ نمازِ فجر کے بعد ٹیکسلا کے مختلف احباب ملاقات کے لیے تشریف لے آئے۔

۸؍ جون صبح ٹیکسلا میں مجلس احرار اسلام کے قیام کے سلسلہ میں غور وخوض ہوا۔ افسوس کے قلت وقت کی وجہ سے واہ کینٹ میں قاری عبدالجلیل سے ملاقات نہ ہوسکی۔ ۹ بجے راولپنڈی روانہ ہوئے۔ مولانا پیر محمد ابوذر کے ہاں جمعہ کی تیاری کی اور خطبۂ جمعہ کے لیے مجلس احرار اسلام راولپنڈی کے سرپرست حافظ عبدالرحمٰن علوی برادر اصغر (مولانا سعید الرحمٰن علوی مرحوم) کی دعوت پر جامع مسجد گلشن المعروف مسجد مولانا رمضان والی میں تشریف لے گئے جہاں کثیر تعداد میں احباب نے شرکت کی، نماز جمعہ کے بعد ظہرانہ میں راولپنڈی کے جماعتی احباب چودھری خادم حسین، مرزا محمد زبیر اور دیگر نے شرکت کی۔ بعدازاں مخلص جماعتی کارکن اور راولپنڈی میں مجلس احرار اسلام کے احیاء وقیام کی کوشش کرنے والے جناب فیض الحسن فیضی مرحوم کے گھر تعزیت کی۔ بعد نماز مغرب معروف دینی درس گاہ جامعہ اسلامیہ ہاشمیہ کی مسجد میں مولانا محمد صادق شاہ ہاشمی اور قدیم احرار کارکن جناب خالد کھوکھر کی دعوت پر بیان ہوا۔ جس میں شاہ صاحب نے محبت واطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان پر گفتگوفرمائی۔ اس دورے کا آخری پروگرام بعد نماز عشاء جامع مسجد سیدنا ابوبکر صدیق، عثمان ٹاؤن جھنگی سیداں میں مجلس احرار اسلام راولپنڈی کے ناظم مولانا پیر محمد ابوذر کی دعوت پہ ہوا۔ جو مدرسہ کے تین طلباء کے حفظ قرآن کی تکمیل کے سلسلے میں تھا۔ جہاں شاہ صاحب نے عظمت قرآن کے عنوان پر مختصر گفتگو کی۔ تقریب کے اختتام پر ہفت روزہ القلم اور بنات عائشہ کے مدیر مفتی منصور احمد سے ملاقات ہوئی۔

۹؍ جون روزنامہ امت راولپنڈی کے دفتر تشریف لے گئے جہاں معروف بزرگ صحافی محترم سعود ساحر اور محترم سیف اللہ خالد سے تفصیلی ملاقات اور گفتگو ہوئی۔ اس موقع پر اہل سنت والجماعت پنجاب کے صدر مولانا شمس الرحمٰن معاویہ بھی تشریف لے آئے اور دیر تک مجلس چلتی رہی۔ پاکستان کے سیاسی حالات پر تفصیلی تبادلۂ خیالات ہوا۔ مفتی طاہر شاہ صاحب سے بھی ملاقات ہوئی۔ بھائی محمد ناصر کی معیت میں تحریک اسلامی کے بزرگ رہنما معروف کالم نگار اور شاعر حکیم سید محمود احمد سرو سہارنپوری کے ہاں تیمارداری کے لیے حاضری ہوئی۔ محترم حکیم صاحب بہت ضعیف اور شدید علیل ہیں۔ جناب سعود ساحر کے برادر بزرگ اور قدیم دینی روایات کے امین ہیں۔ حضرت امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ گہری قلبی عقیدت رکھتے ہیں۔ جتنی دیر ان کے ہاں رہے وہ حضرت امیر شریعت کی شفقتوں اور محبتوں کو یاد کرکے روتے رہے۔ بھائی محمد ناصر بہت ہی مخلص

اور محبت کرنے والے ساتھی ہیں۔ ہمیں اپنے گھر لے گئے۔ نماز ظہر ادا کی اور کھانے کے بعد حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے چھوٹے فرزند لالہ نجیب احمد کے ہاں پہنچے۔ میاں محمد اویس اور بھائی ناصر دونوں حضرت خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہیں۔ لالہ نجیب احمد کی سادگی، محبت اور خلوص میں حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بہت جھلک ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جملہ شرور وفتن سے محفوظ رکھیں (آمین) لالہ نجیب احمد سے مل کر استاذ العلماء حضرت مولانا ابوریحان عبدالغفور سیال کوٹی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں حاضری ہوئی۔ حضرت مرحوم کے بیٹوں جناب محمد رضوان اور محمد ریحان سے ملاقات ہوئی اور شاہ صاحب مع رفقاء سفر اپنا دورہ مکمل کر کے واپس لاہور تشریف لے گئے۔ اگلے روز ۱۰؍جون کو بعد نماز عشاء مولانا محمد یعقوب کی دعوت پر گڑھی شاہو لاہور میں سیرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے عنوان پر خطاب ہوا اور رات کو ملتان روانہ ہو گئے۔ ہفتہ بھر کے اس دورے میں بہت سارے مقامات پر نئے احباب نے جماعت میں شمولیت اختیار کی۔ کئی مقامات پر ختم نبوت کورس کی ضرورت محسوس کی گئی۔ جس کے لیے آئندہ ترتیب بنا کر سہ روزہ کورسز کروائے جائیں گے۔ ان شاء اللہ

کم وبیش ۲۵۰ کے لگ بھگ نوجوانوں نے فہم ختم خط کتابت کورس میں داخلہ لیا اور مزید داخلے جاری ہیں۔ اللہ کریم سے دعا ہے کہ وہ شاہ صاحب کی اس سعیٔ جمیلہ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور مجلس احرارِ اسلام کے عظیم مشن کو دن دگنی رات چوگنی ترقی نصیب فرمائے۔ (آمین)

سید محمد کفیل بخاری کے تنظیمی وتبلیغی اسفار:

مجلس احرار اسلام پاکستان کے نائب امیر سید محمد کفیل بخاری ۲۷؍مئی ۲۰۱۲ء کو یک روزہ تبلیغی و تنظیمی دورہ پر شیخوپورہ پہنچے اور یکے بعد دیگرے دو اجتماعات سے خطاب کیا۔ مجلس احرار اسلام کے مرکزی ناظم نشر واشاعت میاں محمد اویس آپ کے ہمراہ تھے۔ پہلا اجتماع جامع مسجد گنبد والی، فاروق آباد (ضلع شیخوپورہ) میں بعد نمازِ مغرب تا عشاء منعقد ہوا۔ جناب مفتی طاہر نوید اس اجتماع کے داعی و منتظم تھے۔ اُن کے تمہیدی خطاب کے بعد ''عقیدۂ ختم نبوت اور سیرتِ طیبہ'' کے عنوان پر سید محمد کفیل بخاری نے مفصل خطاب کیا۔

دوسرا اجتماع جامع مسجد توحیدیہ (المعروف بوہڑ والی مسجد) شیخوپورہ میں بعد نمازِ عشاء منعقد ہوا۔ مولانا محمد رمضان میزبان اور داعی تھے۔ دونوں اجتماعات میں عقیدۂ ختم نبوت، سیرتِ طیبہ، مقامِ صحابہ اور عصرِ حاضر میں دین کے خلاف اٹھنے والے فتنوں کے مقابلہ وسدِ باب کے عناوین پر مفصل خطابات ہوئے۔ ۳۰؍مئی بعد نماز مغرب چاہ کھنڈو والہ رحیم یار خان (داعی: منظور احمد صاحب)، ۳۱؍مئی بعد نمازِ فجر چاہ رانجھے والا رحیم یار خان، درسِ قرآن کریم (داعی: حافظ محمد شفیع) ۳؍جون: حضرت مفتی محمد عیسیٰ مدظلہ کے جامعہ مفتاح العلوم، نوشہرہ سانسی گوجرانوالہ میں تقریب ختم مشکوٰۃ شریف میں علم، حصولِ علم کے ذرائع اور علماء کی دینی خدمات کے عنوان پر خطاب۔ قبل ازیں جناب عثمان عمر ہاشمی اور محترم پروفیسر محمد اقبال جاوید صاحب سے ملاقات۔ ۱۵؍جون: بعد نماز عشاء مدرسہ صوت القرآن جلال پور پیر والا میں قاری عبدالرحیم فاروقی کی دعوت پر سیرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر مفصل خطاب۔ ۱۷؍جون: دفتر احرار چیچہ وطنی میں مرکزی ناظم اعلیٰ جناب عبداللطیف خالد چیمہ، جناب عابد مسعود اور محمد ارشد چوہان سے اہم تنظیمی امور پر مشاورت۔ ۵؍جولائی: بعد نماز عشاء جامع مسجد صدیق اکبر خیر پور میرس (سندھ) میں سیرتِ طیبہ اور ختم نبوت پر خطاب (داعی: جناب شاہد احمد)

مدرسہ معمورہ، دارِ بنی ہاشم میں ختم مشکوٰۃ شریف:

ملتان: ۹ر رجب ۱۴۳۳ھ مطابق ۳۱ر مئی ۲۰۱۲ء کو مدرسہ معمورہ، دارِ بنی ہاشم ملتان میں مشکوٰۃ شریف کی آخری حدیث کا درس ہوا۔ جامعہ خیر المدارس ملتان کے استاد، حضرت مولانا محمد ازہر مدظلہ نے درسِ حدیث دیا۔ انھوں نے اسلام میں مقامِ حدیث، حجیتِ حدیث اور محدثین کی لازوال خدمات پر نہایت پُر مغز اور پُر اثر علمی بیان فرمایا۔ انھوں نے ابنائے امیر شریعت خصوصاً حضرت مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری اور حضرت مولانا سید عطاء المحسن بخاری رحمہم اللہ کی دینی خدمات اور مقام و منصبِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے دفاع کے لیے مساعیٔ جمیلہ پر انھیں خراجِ تحسین پیش کیا۔ انھوں نے دعا کی کہ حضرت مولانا سید عطاء المحسن رحمہ اللہ کی یادگار، مدرسہ معمورہ آباد و شاد رہے اور اللہ تعالیٰ غیبی نصرت و حفاظت فرمائے۔ ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم نے اس بابرکت تقریب کی صدارت فرمائی اور مجلس ذکر کے اختتام پر درسِ قرآن دیا۔ مدرسہ معمورہ کے ناظم سید محمد کفیل بخاری، اساتذہ کرام، مولانا محمد فواد، مفتی محمد عمر فاروق، مفتی سید صبیح الحسن، مولانا سید عطاء المنان بخاری، مفتی نجم الحق، مولانا محمد حسنین، مولانا محمد اکمل، مولانا فیصل متین، مولانا وسیم حسن اور دیگر کارکنانِ مدرسہ بھی تقریب میں موجود تھے۔

☆☆☆

چیچہ وطنی (یکم جون) مجلس احرارِ اسلام کے زیر اہتمام جامع مسجد اہلحدیث 6-11 ۔ایل (ہڑپہ) میں تحفظ ختمِ نبوت کے سلسلہ میں منعقدہ ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ قادیانی اپنی متعینہ دینی و آئینی حیثیت کے دائرے میں رہیں تو کشیدگی کی موجودہ فضا تبدیل ہوسکتی ہے قادیانیوں کے دھوکے سے نسل نو کے ایمان و عقیدے کو بچانا ہماری ذمہ داری ہے۔ اجتماع کی صدارت اہلحدیث رہنما قاری عبدالرزاق نے کی جبکہ مبلغ ختمِ نبوت مولانا منظور احمد نے بھی خطاب کیا۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ تاریخ کے سب سے پہلے شہید ختمِ نبوت سیدنا حبیب ابن زید انصاری رضی اللہ عنہ کا فیض اور صدقۂ جاریہ ہے کہ ناموس رسالت پر لوگ قربان ہوتے رہیں گے۔ مسیلمہ کذاب کی جھوٹی نبوت اور ارتداد کے خلاف خلیفۂ اوّل سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جو لشکر روانہ کیا اُس لشکر نے فتنۂ ارتداد کی بیخ کنی کے لئے جانیں دیں اور سینکڑوں صحابہ شہید ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ 1953ء کی تحریک مقدس تحفظ ختمِ نبوت کو وقت کے جابر حکمرانوں نے کچلا اور کہا کہ اگر تحریک ختمِ نبوت کے مطالبات تسلیم کئے گئے تو امریکہ ناراض ہو جائے گا، عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ امریکہ آج کا طاغوت ہے اور وہ نظریاتی مملکت اسلامیہ پاکستان سے کبھی راضی نہیں ہوسکتا، قادیانی امریکہ کے وفادار ہیں، بھٹو مرحوم نے بھی کہا تھا کہ ”قادیانی پاکستان میں وہی مرتبہ حاصل کرنا چاہتے ہیں جو یہودیوں کو امریکہ میں حاصل ہے“ بعد ازاں سوال و جواب کی نشست میں عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ پوری دنیا میں قادیانیت روبہ زوال ہے، چناب نگر میں اندر کے قادیانی تسلط کو توڑنے کی ضرورت ہے اگر چناب نگر کے مکینوں کو مالکانہ حقوق میرٹ پر دے دیئے جائیں تو چناب نگر کی اکثر آبادی مسلمان ہونے کو تیار ہے ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ گزشتہ ایک سال میں دنیا بھر میں سینکڑوں قادیانی مسلمان ہوئے ہیں اور رائل فیملی کے معاشی و سماجی مظالم سے تنگ قادیانیوں کی بڑی تعداد قادیانیت سے بیزار ہے اور حلقۂ بگوش اسلام ہونے والوں کا گراف اس سال کے آخر تک بڑھ جائے گا۔ اجتماع میں ایک قرارداد کے ذریعے مطالبہ کیا گیا کہ چناب نگر میں قتل ہونے والے مظلوم قادیانی

چودھری احمد یوسف کے اصل قاتلوں کو گرفتار کیا جائے اور قتل کے محرکات سامنے لائے جائیں، اجتماع میں مطالبہ کیا گیا کہ 6-11 ۔ایل سمیت ضلع بھر میں امتناع قادیانیت ایکٹ پر مؤثر عمل درآمد کرایا جائے، اجتماع میں یہ مطالبہ بھی کیا گیا کہ غیر علانیہ لوڈ شیڈنگ سے نجات دلائی جائے اور ایوان صدر اور وزیر اعظم ھاؤس سمیت تمام اعلیٰ سرکاری دفاتر میں بھی لوڈ شیڈنگ کی جائے تاکہ حکمرانوں کو شہریوں کی زندگی کے کرب کا کچھ احساس ہو۔ اجلاس میں علاقہ بھر میں چوریوں اور ڈکیتیوں کی بڑھتی ہوئی وارداتوں پر گہری تشویش کا اظہار کیا گیا اور ڈی پی او ساہیوال سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ شہریوں کے جان و مال کے تحفظ کو یقینی بنائیں اور سائلین کی درخواستوں پر ایف آئی آر کے اندراج سے گریز کا سلسلہ ترک کیا جائے، اجتماع میں محمد عابد، محمد ارسلان، وسیم اللہ، حافظ محمد سلیم شاہ، مرزا محمد صہیب، محمد عمیر چیمہ، محمد قاسم چیمہ اور دیگر حضرات نے بھی شرکت کی۔

☆☆☆

لاہور (یکم جون) مجلس احرارِ اسلام پاکستان اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں سید عطاء المہیمن بخاری، سید محمد کفیل بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ، میاں محمد اویس اور مفتی عطاء الرحمٰن قریشی نے ممکنہ نیٹو سپلائی کی بحالی کے خلاف احتجاجی خطابات و بیانات میں کہا ہے کہ نیٹو سپلائی ملک کی تباہی کی ضمانت ہوگی مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے چنیوٹ میں ایک بڑے احتجاجی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نیٹو سپلائی کی بحالی کا مقصد دشمن اور عالم کفر کو رسد پہنچا کر مسلمانوں کو مروانے کے سوا کچھ نہیں۔ مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ نیٹو سپلائی کی بحالی حکومت اور اپوزیشن دونوں کا مشترکہ ایجنڈا ہے جو ملکی سلامتی کے لئے زہر قاتل ہے۔ انھوں نے کہا کہ نیٹو سپلائی بحالی نہ کرنا پوری قوم کی آواز ہے اور ملکی سلامتی و وحدت کا تقاضا بھی!... علاوہ ازیں چناب نگر سمیت ضلع چنیوٹ میں نماز جمعۃ المبارک کے اجتماعات میں مطالبہ کیا گیا کہ ربوہ میں قادیانی تسلط ختم کیا جائے، عام شہریوں اور مسلمانوں کی آمد و رفت میں رکاوٹیں دور کی جائیں ایک متفقہ قرارداد میں مطالبہ کیا گیا کہ قادیانیوں کے ہاتھوں قتل ہونے والے اور مظلوم قادیانی چودھری احمد یوسف کے قاتلوں کو گرفتار کیا جائے۔

☆☆☆

چیچہ وطنی (۴؍ جون) ادارہ اشاعت قرآن کے زیر اہتمام مسجد فاروق اعظم (رضی اللہ عنہ) میں طلباء کرام کی تقریب تقسیم اسناد کے موقع پر سالانہ ''قرآن کانفرنس'' قاری منظور احمد طاہر کی میزبانی میں منعقد ہوئی جس میں پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی، مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ، مولانا شاہد عمران اور دیگر نے خطاب کیا، مولانا زاہد الراشدی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اسلام اور قرآنی تعلیمات کا مزاج یہ ہے کہ حکمران اور رولنگ کلاس عام شہریوں کے معیار کے مطابق زندگی بسر کریں انہوں نے کہا کہ خلفاء راشدین (رضی اللہ عنہم) کا دور ہمارے لئے آئیڈیل ہے، انہوں نے کہا کہ قرآن اور قرآنی تعلیمات ہماری انفرادی و اجتماعی زندگی اور مسائل کا مکمل احاطہ کرتی ہیں اسلامی تعلیمات ہماری ضرورت ہیں، عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ نیٹو سپلائی کھلوانے والے ملک سے دشمنی کر رہے ہیں تاریخ انہیں کبھی معاف نہیں کرے گی انہوں نے کہا کہ لوڈ شیڈنگ اگر ختم نہیں ہوتی تو ایوان صدر، وزیر اعظم ہاؤس اور وزیر اعلیٰ اور گورنر ھاوسز سمیت تمام اعلیٰ سرکاری دفاتر پر بھی اس کا یکساں اطلاق ہونا چاہیے تاکہ اہل اقتدار کو بھی عام آدمی کی زندگی کی تلخیوں کے ایک

گوشے کا تو احساس ہو! انہوں نے کہا کہ ہماری تمام مشکلات کا حل اسلام کے سیاسی نظام کے نفاذ میں مضمر ہے۔

☆☆☆

لاہور (6 جون) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری اور میاں محمد اویس نے روزنامہ ''جنگ'' کوئٹہ کے چیف رپورٹر اور ممتاز صحافی حاجی فیاض حسن سجاد کے انتقال پر گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے دعائے مغفرت کی ہے۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے حاجی فیاض حسن سجاد کے فرزند محمد ارسلان حسن سے فون پر تعزیت کا اظہار کیا ہے۔ انھوں نے اپنے تعزیتی بیان میں کہا ہے کہ حاجی فیاض حسن سجاد انتہائی شفیق اور محبت کرنے والے انسان، کُہنہ مشق صحافی اور تحفظ ختم نبوت کے دلیر کارکن تھے مرحوم نے صحافت کے ذریعے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب رسالت وتحفظ ختم نبوت کے لئے جو گرانقدر خدمات سرانجام دیں اُنہیں تادیر یاد رکھا جائے گا مرحوم کو عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی جدوجہد سے عشق اور قادیانیوں سے نفرت تھی اور وہ ہر وقت عشق رسالت میں ہی گم ہو رہتے تھے۔ انھوں نے بلوچستان میں تحریک تحفظ ختم نبوت کے کام کو منظّم کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا اور دنیا بھر میں تحریک تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں اور کارکنوں سے رابطہ رکھتے، عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ ہم اپنے دیرینہ محسن اور غم خوار ساتھی سے محروم ہو گئے ہیں، اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند سے بلندتر فرمائیں۔ (آمین)

چیچہ وطنی (2 جون) پیر طریقت حضرت مولانا سید جاوید حسین شاہ مدظلہ العالی 2 جون کو جامعہ اسلامیہ جامع مسجد چیچہ وطنی میں تقریب ختم بخاری شریف کے موقع پر چیچہ وطنی تشریف لائے تو دفتر احرار بھی تشریف لائے قاری محمد قاسم، محمد ارشد چوھان، شیخ محمد خالد اور احبابِ جماعت نے ان کی میزبانی کی۔ حضرت کی روانگی سے قبل جماعت کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے حضرت سے ملاقات اور تبادلہ خیال کیا حضرت نے جماعت کی لائبریری میں خصوصی دعا کرائی جبکہ مئی میں پیر طریقت حضرت خواجہ محمد اقبال مدظلہ العالی کی چیچہ وطنی آمد کے موقع پر دفتر تشریف لائے جہاں احباب جماعت نے ان کا پرتپاک استقبال کیا، خواجہ صاحب مدظلہ العالی نے عبداللطیف خالد چیمہ کی والدہ ماجدہ کے انتقال پر تعزیت کا اظہار کیا اور دعائے مغفرت کرائی۔

☆☆☆

چنیوٹ (۸؍جون ۲۰۱۲ء) تحریک طلباء اسلام چنیوٹ کا باقاعدہ تنظیم سازی کے بعد تیسرا اجلاس آج جامع مسجد عباسؓ میں منعقد ہوا۔ جس کا ایجنڈا طلباء کو عقیدہ ختم نبوت سے آگاہی اور شیزان بائیکاٹ مہم کا چنیوٹ میں باقاعدہ آغاز۔ اجلاس کی صدارت تحریک کے مقامی نائب صدر غلام مصطفیٰ نے کی حسب سابق کاروائی کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ جوائنٹ سیکرٹری حافظ ابوبکر نے نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پڑھ کر دلوں کو سرور پہنچایا۔ اجلاس میں شامل مہمان مقرر جناب عمر حسنین (صدر MSO سرگودھا) نے عقیدہ ختم نبوت کے موضوع پر سیر حاصل گفتگو کی جس میں کہا کہ عقیدہ ختم نبوت اسلام کی اساس ہے، حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے آخری نبی ورسول ہیں اور عالمین کی ہدایت کے لیے مبعوث کیے گئے ہیں۔ آپ کے بعد جو بھی دعویٔ نبوت کرے وہ کافر ومرتد ہے۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کے نائب امیر پروفیسر خالد شبیر احمد نے طلباء کو بطلِ حریت حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے واقعات اور آپ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا۔ انہوں نے

کہا کہ حضرت امیر شریعتؒ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ایک چیز سے محبت ہے اور وہ ہے قرآن اور ایک چیز سے نفرت ہے اور وہ ہے انگریز۔ انہوں نے کہا کہ شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ نے ساری زندگی عقیدۂ ختم نبوت کی تبلیغ اور تاج ختم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب کی پہرے داری میں گزاری، شاہ جی فرمایا کرتے تھے مسلمانو! پرچم ختم نبوت گرنے نہ پائے اس پرچم کو بلند رکھنا۔ مقامی نائب صدر غلام مصطفیٰ نے شیزان بائیکاٹ مہم کے بارے میں احباب کو بریفنگ دی اور اس پر تفصیلی گفتگو چیچہ وطنی کے رہنما محمد قاسم چیمہ نے ٹیلی فون پر شرکاء اجلاس سے کی۔ اجلاس میں مقامی رہنما طلحہ جوئیہ، محمد شفقت اور دیگر نے بھی خطاب کیا۔

(۱۵؍ جون ۲۰۱۲ء) تحریک طلباء اسلام چنیوٹ کا پانچواں اجلاس سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے یوم کے حوالے سے منعقد ہوا۔ جس کی صدارت مقامی نائب صدر غلام مصطفیٰ نے کی، اجلاس میں امیر المؤمنین، خال المؤمنین، خلیفۂ راشد و عادل و برحق سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے فضائل و مناقب اور آپ کی سیرت و سوانح پر مجلس احرار اسلام کے مرکزی نائب امیر پروفیسر خالد شبیر احمد نے مضبوط و مدلل گفتگو کی۔

مولانا فضل الرحمٰن کی دارِ بنی ہاشم میں آمد

ملتان (نعمان سنجرانی) جمعیت علمائے اسلام کے امیر مولانا فضل الرحمٰن ۲؍ جون ۲۰۱۲ء بروز ہفتہ بنت امیر شریعت سیدہ اُمّ کفیل بخاری رحمۃ اللہ علیہا کی تعزیت کے لیے دارِ بنی ہاشم ملتان تشریف لائے۔ آپ نے حضرت پروفیسر سید محمد وکیل شاہ صاحب مدظلہٗ اور سید محمد کفیل بخاری سے اظہارِ تعزیت کیا اور سیدہ مرحومہ کے لیے دعاءِ مغفرت فرمائی۔ نمازِ مغرب ان کی امامت میں ادا کی گئی۔ جامعہ قاسم العلوم کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اکبر مدظلہٗ، استاذ حدیث حضرت مولانا محمد یٰسین دامت برکاتہم، جامعہ خیر المدارس کے حضرت مفتی محمد اسحٰق مدظلہ اور دیگر علماء بھی اس موقع پر موجود تھے۔ مولانا فضل الرحمٰن تقریباً ایک گھنٹہ دارِ بنی ہاشم میں رہے۔ آپ نے ملکی سیاسی صورتِ حال، پارلیمنٹ میں علماء کے کردار اور دیگر امور پر تفصیلی گفتگو فرمائی۔

ابنِ امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المہیمن بخاری کی خانقاہ دین پور میں حاضری

خان پور (محمد واصف) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر حضرت مولانا سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم ۲۲؍ جون ۲۰۱۲ء کو ضلع رحیم یار خان کے سہ روزہ تنظیمی دورہ پر تشریف لائے۔ رحیم یار خان شہر، صادق آباد، بستی مولویان اور خان پور میں کارکنوں سے ملاقات کے بعد ۲۲؍ جون کو خانقاہ دین پور تشریف لائے۔ حضرت مولانا سراج احمد دین پوری مدظلہٗ اور حضرت میاں مسعود احمد دین پوری دامت برکاتہم سے ملاقات میں ان کی مزاج پرسی اور خیر و عافیت معلوم کی۔ بعد ازاں حضرت میاں مسعود احمد مدظلہٗ کے حکم پر جامع مسجد میں اجتماعِ جمعہ سے خطاب فرمایا، دونوں بزرگوں نے حضرت پیر جی مدظلہٗ کی آمد پر نہایت مسرت کا اظہار فرمایا اور ڈھیر ساری دعاؤں سے نوازا، احرار رہنما مولانا فقیر اللہ اور دیگر کارکنان بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ آپ نے بستی اسلام آباد رحیم یار خان میں مولوی عبدالخالق صاحب کے بھائی مولوی جان محمد مرحوم، خان پور میں بھائی خالد رفیق کے والد ماجد مرحوم اور بستی پروچڑ اں میں بھائی عبدالغفار کی اہلیہ مرحومہ کے انتقال پر اُن کے ہاں جا کر تعزیت کی۔ علاوہ ازیں چودھری عبدالجبار صاحب کی تیمارداری اور مزاج پرسی کی۔

ادارہ

مسافرانِ آخرت

☆ مجلس احرار اسلام سرگودھا کے صدر ڈاکٹر ظہیر احمد حیدری کے تایازاد بھائی اور مولانا عبدالمجید سرگودھویؒ (فاضل دیوبند) کے بیٹے مرتضٰی الحسن 7 رجون کو انتقال فرماگئے۔

☆ مجلس احرار اسلام کراچی کے ناظم نشر واشاعت مولانا عبدالغفور مظفرگڑھی کی اہلیہ، انتقال: یکم جون ۲۰۱۲ء

☆ شیخ بلال احمد مرحوم ولد محمد حسین لدھیانوی مرحوم، انتقال: ۷رجون ۲۰۱۲ء ملتان

☆ ہمارے دیرینہ کرم فرما جناب خالد رفیق (خان پور) کے والد گرامی حاجی محمد صادق صاحب گزشتہ ماہ انتقال کر گئے۔

☆ قدیم احرار کارکن صوفی غلام محمد صاحب (رحیم یار خان) کے نوجوان فرزند محمد عبداللہ مرحوم، انتقال: ۲۰رجون ۲۰۱۲ء حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہٗ نے مع ضلعی عہدہ داران صوفی غلام محمد صاحب کے گھر جاکر ان سے تعزیت مسنون کی۔

☆ مولانا جان محمد چوہان سکنہ بستی اسلام آباد۔ برادرِ کبیر مولانا عبدالخالق چوہان صدر مجلس احرار اسلام بستی اسلام آباد و بدلی شریف۔ آپ نے ساری زندگی تعلیم تعلم میں کھپا دی، اس گئے گزرے دور میں ایک پسماندہ علاقہ میں علم کا چراغ روشن رکھا۔ مدرسہ جامعہ حمادیہ قائم کیا۔ آپ ہالیجی شریف پنوں عاقل سندھ کی درگاہ سے وابستہ تھے۔ مجلس احرارِ اسلام کے اکابر سے والہانہ عشق تھا۔

☆ چیچہ وطنی: قدیم احرار کارکن رانا قمر الاسلام کے ماموں رانا محمد سلیم 111۔7 آر کے والد گرامی، جمعیت علماء اسلام کے رہنما رانا احمد شہزاد کے سُسر حاجی امداد 14 رجون کو انتقال فرماگئے عبداللطیف خالد چیمہ اور احباب جماعت نے نماز جنازہ میں شرکت کی اور تعزیت کا اظہار کیا۔

☆ ساہیوال میں پولی ٹیکنیکل کالج کے سابق خطیب حضرت مولانا قاری محمد اقبال 23 رمئی بدھ کو انتقال کر گئے ان کی تدفین فتح پور (چوک اعظم) کے قریب گاؤں میں ہوئی۔ مرحوم 1984ء میں ساہیوال کے مشہور ”شہداءِ ختم نبوت“ کیس میں ہمارے خصوصی معاون رہے اِنتہائی سادہ اور منکسر المزاج تھے۔ حضرت مولانا عبدالستار رحمۃ اللہ علیہ کے برادرِ نسبتی اور مولانا عبدالباسط کے ماموں تھے۔ عبداللطیف خالد چیمہ، قاری منظور احمد طاہر، قاری سعید ابن شہید، قاری عتیق الرحمٰن اور قاری بشیر احمد نے تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے دعائے مغفرت کی ہے۔

☆ مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے نائب امیر اور اسلامی نظریاتی کونسل کے کارکن علامہ زبیر احمد ظہیر کے جواں سال صاحبزادے ابتسام الٰہی ظہیر 7 رمئی کو لاہور میں انتقال فرماگئے وہ کچھ عرصہ قبل بجلی کا کرنٹ لگنے سے شدید متاثر ہوئے اور ہسپتال میں زیر علاج رہے قاری محمد یوسف احرار نے مرحوم کی نماز جنازہ میں شرکت کی۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے فون کر کے علامہ زبیر احمد ظہیر سے تعزیت کا اظہار کیا۔

☆ برصغیر پاک و ہند کے بزرگ عالم دین اور ممتاز اہلحدیث رہنما حضرت مولانا محمد عبداللہ گورداسپوری 7 رمئی ۲۰۱۲ء کو بورے والا میں انتقال فرما گئے۔ نماز جنازہ میں مختلف مکاتب فکر کے رہنماؤں اور شہریوں نے بہت بڑی تعداد میں شرکت کی۔ مولانا مرحوم نے قیامِ پاکستان سے پہلے مجلس احرارِ اسلام کے شعبۂ تحفظ ختم نبوت میں نمایاں خدمات سرانجام دیں اور زندگی بھر قادیانی فتنے کا تعاقب کرتے رہے 25 رمئی جمعۃ المبارک کو عبداللطیف خالد چیمہ نے صوفی عبدالشکور احرار اور محمد نوید طاہر کے ساتھ مولانا مرحوم کی مسجد اہلحدیث میں ان کے فرزند مولانا محمد زبیر سے ملاقات کر کے تعزیت کا اظہار کیا اور مولانا مرحوم کے کردار کو ہدیۂ تبریک پیش کیا۔

☆ مجلس احرار اسلام کے قدیم کارکن حافظ محمد اکرم احرار کی والدہ اور مدرسہ معمورہ کے مدرس مولانا محمد اکمل، مفتی نجم الحق کی دادی صاحبہ۔ انتقال: ۲۵ر جون ۲۰۱۲ء

☆ مجلس احرار اسلام بہاولپور کے سرگرم رکن محمد جمشید صاحب کی خوشدامن صاحبہ انتقال فرما گئیں

☆ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹوبہ ٹیک سنگھ کے رہنما اور ہمارے دیرینہ کرم فرما مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی کے چچازاد بھائی محمد اشرف مرحوم

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین کی مغفرت فرمائے، درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ ادارہ نقیب ختم نبوت کے تمام ارکان مرحومین کے لیے دعاء مغفرت اور پسماندگان سے اظہارِ تعزیت کرتے ہیں۔ قارئین سے درخواست ہے کہ ایصالِ ثواب اور دعاء مغفرت کا خصوصی اہتمام فرمائیں۔ (ادارہ)

وہاب فین
فلک الیکٹرک سٹور
گری گنج بازار، بہاول پور پروپرائیٹر فلک شیر 0312-6831122

الغازی مشینری سٹور
ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں
بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

روح افزا اور کیا چاہیئے!
ہر موسم کا مشروب
SHARBAT
ROOH AFZA
ہمدرد
Brands of the year Award
2011
SGS
SGS
Pakistan Standards
Brandstirr

1. حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جس وقت ہم میں سے کوئی بیمار ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر اپنا دایاں ہاتھ پھیرتے اور یہ دعا پڑھتے:
اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا۔
''دور کر تکلیف اے خلقت کے پروردگار اور شفا بخش تو ہی شفا دینے والا ہے۔ نہیں ہے شفا مگر آپ ہی کی طرف سے ایسی شفا دے کہ کسی قسم کی بیماری نہ چھوڑے۔'' (مشکوۃ باب عیادۃ المریض فصل اول)

2. حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار کے پاس تشریف لے جاتے تو اس طرح اس کی تسلی فرماتے۔
لَا بَاْسَ طَهُوْرٌ اِنْشَاءَ اللّٰهُ - ''کوئی حرج نہیں یہ بیماری تجھے گناہوں سے پاک کر دیگی۔'' (بخاری و مسلم)

3. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو یہ ارشاد فرمایا کہ مریض مقام درد پر ہاتھ رکھ کر تین دفعہ بسم اللہ کہے، پھر سات مرتبہ مندرجہ ذیل دعاء پڑھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے درد دور ہو جائے گا۔
اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ۔ (مشکوۃ باب عیادۃ المریض فصل اول)
''میں پناہ لیتا ہوں اللہ تعالیٰ کے غلبے اور اس کی قدرت کی ہر اُس تکلیف سے جسے میں پاتا ہوں اور جس کا مجھے آئندہ اندیشہ ہے۔''

4. بیماری میں مبتلا مریض کو دیکھ کر یہ دعا پڑھنے والا تندرست شخص اس بیماری میں مبتلا نہ ہوگا۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا۔ (ترمذی)
''سب تعریفیں اس اللہ کی جس نے مجھے بچایا اس بیماری سے جس میں تجھے مبتلا کیا اور مجھے اپنی بہت سی مخلوق پر فضیلت دی۔''

5. جو کوئی چھینک کے بعد یہ کہا کرے تو اس کو دانت اور کان کے درد سے بچاؤ رہے گا۔ (حصن حصین ص ۱۶۳ و تحفۃ الذاکرین ص ۲۳۸)
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ عَلٰی كُلِّ حَالٍ مَّا كَانَ ''سب تعریفیں اللہ رب العالمین کیلئے ہر حالت پر جیسی بھی ہو۔''

6. پھلبہری، کوڑھ، پاگل پن اور تمام بری بیماریوں سے شفاء کے لئے یہ دعا پڑھیں:
اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبَرَصِ وَالْجُذَامِ وَالْجُنُوْنِ وَمِنْ سَیِّئِ الْاَسْقَامِ۔
''اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں پھلبہری، کوڑھ، پاگل پن اور تمام بری بیماریوں سے۔'' (ابوداؤد)

7. زہریلے جانور، ہر نقصان اور ہر بیماری سے حفاظت کے لئے یہ دعا پڑھیں:
اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ۔ (مسلم)
''میں اللہ کے کامل کلمات کی پناہ چاہتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی۔''

8. بیماری سے بچنے کے لئے یہ دعا پڑھیں: وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ۔ (شعراء۔۸۰) ''اور میں جب بیمار ہوتا ہوں تو وہ مجھے شفاء دیتا ہے۔''

9. دوا کھانے سے پہلے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اس یقین کے ساتھ پڑھیں کہ اللہ تعالیٰ کے نام کی برکت سے انشاء اللہ جلد شفا ہوگی۔

مرتبہ مولانا محمد امین معلم اسلامیات Tel:041-8814908

دعاؤں کے طالب

فارمیسی PHARMACY
Trusted Medicine Super Stores
Head Office: Canal View, Lahore